عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد:۲۶ | ۱۹ تا ۲۵/شوال ۱۴۲۸ھ مطابق یکم تا ۷/نومبر ۲۰۰۷ء | شمارہ:۴۱

قیمت: روپے

امام مہدی کا ظہور

معاشرتی فتنوں کے خلاف جہاد

یہودی مفادات کے محافظ

منافقین مدینہ اور اخلاق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

مولانا سعید احمد جلال پوری

خواتین کی باجماعت تراویح

مبشر رحمن، راولپنڈی

س:...... ہمارے محلہ میں کچھ عورتیں ایک مکان میں تراویح جماعت کے ساتھ ادا کرتی ہیں، ان کے لئے ایک نابالغ حافظ بچے کو امام مقرر کیا گیا ہے، کیا شریعت کی رو سے عورتوں کا اس طرح جماعت کی تراویح میں شرکت کرنا درست ہے اور بچے کا اس طرح تراویح کی نماز میں امامت کرنا جائز ہے؟

ج:...... پہلی بات یہ ہے کہ نابالغ امام بالغ مقتدیوں کی امامت نہیں کرسکتا، کیونکہ جب نابالغ پر نماز فرض نہیں ہے تو وہ ان بالغ افراد کی امامت کیونکر کرسکتا ہے، جن پر نماز فرض ہے، اس لئے کہ نابالغ کی نماز نفل ہے اور بالغوں کی درجہ بدرجہ فرض، واجب اور سنت موکدہ ہے، تو کم تر درجہ کی نماز والا اعلیٰ درجہ کی نماز والوں کا امام کیسے بن سکتا ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ عورتوں کو اکیلے نماز پڑھنے کا حکم ہے، جب ان پر جماعت لازم نہیں تو وہ یہ تکلیف کیوں کرتی ہیں؟ ہاں اگر گھر کا کوئی محرم حافظ ہو اور گھر کے محرم افراد اس کے پیچھے تراویح پڑھ رہے ہوں تو گھر کی محرم خواتین اپنے محرم حافظ اور محرم مقتدیوں کے پیچھے صف بنا کر باجماعت تراویح کی نماز ادا کیا کرلیں تو اس کی گنجائش ہے۔ تیسری صورت یہ بھی قابل عمل ہے کہ کسی حافظ کو تراویح کا امام بنادیا جائے اور اس کے ساتھ مرد مقتدی کھڑے ہوجائیں اور درمیان میں پردہ ڈال کر مردوں کے پیچھے خواتین تراویح کی نیت باندھ لیں۔

صلوٰۃ التسبیح

نصیر احمد، تربیلا ڈیم

س:...... عورتیں ایک عورت کی امامت میں صلوٰۃ التسبیح ادا کرسکتی ہے؟

ج:...... صلوٰۃ التسبیح نفل ہے اور نوافل کی جماعت مکروہ ہے، پھر کراہت در کراہت یہ کہ جماعت اور وہ بھی عورتوں کی، کریلا اور نیم چڑھا کے مصداق یہ مجموعہ کراہیات ہے۔

عورتوں کی تراویح کی جماعت کا بھی یہی مسئلہ ہے، لیکن اگر حافظ بچی اپنے گھر کی خواتین کے ساتھ اس طرح کھڑی ہوجائے کہ وہ امام کی طرح الگ صف میں نہ ہو بلکہ عورتوں کی صف کے بیچ میں کھڑی ہوجائے اور دوسری عورتیں اس کے دائیں اور بائیں کھڑی ہوجائیں اور گھر کی خواتین کے علاوہ کسی کو اس جماعت میں شرکت کی دعوت بھی نہ دی جائے اور محض منزل کی حفاظت مقصود ہو تو اس کی گنجائش ہے۔

س:...... نماز باجماعت میں صف بندی کے لئے حکم ہے کہ مل کر کھڑا ہونا چاہئے اور بیچ میں خلا نہ رہے، اکثر اوقات دیکھا گیا ہے کہ چار پانچ جگہ ہی ہوتی ہے تو آپس میں مل کر جگہ پر کرنے کی بجائے ایک شخص کو بیچ میں اس طرح گھسیڑتے ہیں کہ خود اور اس کے دونوں اطراف میں کھڑے نمازی گویا شکنجے میں کس دیئے گئے ہوں، ان کو سیدھا کھڑے ہونے اور رکوع سجدہ کرنے میں بھی دشواری ہوتی ہے، نماز ختم ہونے کے بعد یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے قید سے رہائی ملی ہو، مطلع فرمائیں کہ سنت کے مطابق کس حد تک مل کر کھڑے ہونا چاہئے؟

ج:...... اگر ایسی تنگی ہو کہ نماز میں خشوع خضوع کے بجائے دائیں بائیں والوں کے دھکوں کا خیال رہے تو ایسی تنگ جگہ پر نہ کھڑا ہونا چاہئے، بہرحال مل کر کھڑے ہونا مسنون ہے۔

ہفت روزہ
ختم نبوۃ
مجلس

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر — مولانا سعید احمد جلالپوری
علامہ احمد میاں حمادی — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
صاحبزادہ سید محمد سلیمان بنوری — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۲۶ شمارہ:۴۱ ۱۹تا۲۵/شوال۱۴۲۸ھ مطابق یکم تا۷/نومبر۲۰۰۷ء

اس شمارے میں

یہودی مفادات کے محافظ	۴	مولانا سعید احمد جلال پوری
معاشرتی فتنہ کے خلاف جہاد	۶	مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام مہدی علیہ الرضوان کا ظہور	۹	مولانا سرفراز خان صفدر
قادیانی عقائد.....	۱۲	مرسلہ: قاضی احسان احمد
کوئے جاناں	۱۴	راشد شکور
منافقین مدینہ اور اخلاق رسول ﷺ	۱۷	محمد شمیم اختر قاسمی
مولانا کریم بخش علی پوری	۲۴	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
موت کی حقیقت	۲۵	مرسلہ: ابو فضیل احمد خان

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

کمپوزنگ
محمد فیصل عرفان

بیاد
امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

زر تعاون بیرون ملک
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک
فی شمارہ ۷ روپے، ششماہی: ۱۷۵ روپے، سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک۔ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 363-8 اور اکاؤنٹ نمبر 927-2 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:2780337, 4234476 Fax:2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road Multan
Ph:4583486-4514122 Fax:4542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

ادارہ

مولانا سعید احمد جلال پوری

یہودی مفادات کے محافظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

آٹھ سال قبل ڈرامائی انداز میں منتخب حکومت کو چلتا کر کے ملکی اقتدار پر قابض ہونے والے فوجی جنرل نے اپنے دور اقتدار میں جو جو ''کارہائے نمایاں'' انجام دیئے اور ملک وقوم کو جس کرب واضطراب میں مبتلا کیا، وہ کسی سے پوشیدہ ہے اور نہ ہی اس کے بیان وتذکرہ کی ضرورت۔ بلاشبہ مطلق العنان حکمرانوں اور فوجی آمروں کی تاریخ کا یہ ایسا دور تھا کہ اس کے دست ستم سے کوئی بھی محفوظ نہیں رہا، اس دور میں افغانستان سے عراق تک کے مسلمانوں کے خون سے غداری کی گئی، مساجد ومدارس اور دینی اقدار پر حملے کئے گئے۔ دین دار مسلمانوں اور علماء کو ذبح کیا گیا، مغرب اور مغربی مفادات کا تحفظ کیا گیا، ایٹمی پروگرام کے روح رواں اور ملک کو ایٹمی صلاحیت سے مالا مال کرنے والے ہیروز کو پابند سلاسل کیا گیا، امریکی ومغربی جارحیت اور مظالم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے والے مسلمانوں کو پکڑ پکڑ کر دشمن کے حوالہ کیا گیا، جہاد سے وابستہ افراد یا اس کے حق میں کلمہ خیر کہنے والے مسلمانوں کو چن چن کر ختم کیا گیا، چادر اور چاردیواری کے تحفظ کی دھجیاں بکھیری گئیں، اسلامی شعائر کی توہین وتضحیک کی گئی، مساجد ڈھائی گئیں، مدارس گرائے گئے، ہزاروں معصوم طلباء وطالبات کو گولیوں سے بھونا گیا، اور فرعونیت ورعونت کی نئی تاریخ رقم کی گئی، دوسری طرف ملک کو معاشی بدحالی، بدامنی اور اضطراب و بے چینی سے دوچار کیا گیا، جلسوں، جلوسوں اور دینی وسیاسی اجتماعات پر حملے کرائے گئے اور انہیں نام نہاد خودکش حملوں کا نام دیا گیا، اس سے بڑھ کر اپنے ہی ملک کے ایک حصے اور اپنے ہی شہریوں کے خلاف فوج کشی کی گئی، مسلمانوں کو دہشت گرد وتشدد پسند باور کرایا گیا اور امریکی واتحادی افواج کو ملک میں گھس کر مسلمان آبادیوں کے تاراج کرنے کی اجازت دی گئی۔

یہ اور اس طرح کے دوسرے معاملات دیکھ کر سمجھ نہیں آتا تھا کہ یہ سب کچھ کیوں اور کیسے ہو رہا ہے؟ اور کون کرا رہا ہے؟ کیا کسی ملک کا سربراہ اپنے ہی شہریوں کے خلاف ایسا بھی کرسکتا ہے؟ کیا کوئی سربراہ مملکت اپنے ملک وقوم کا ایسا بدخواہ بھی ہوسکتا ہے؟ کیا کسی اسلامی مملکت کا مسلمان حکمران ...... چاہے نام کا ہی ہو...... اس قدر آگے جاسکتا ہے؟ کیا کہا جائے کہ یہ سب ملک وملت اور دین وشریعت سے غداری ہے یا وفاداری؟ کیا یہ قوم وملت سے عداوت و بغاوت اور مغرب ومغربی مفادات سے وفاداری اور ان کی نمائندگی نہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو کیوں؟ کیا یہ ملک اس لئے بنا تھا؟ کیا ہمارے اکابر نے اسی لئے قربانیاں دی تھیں؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو اس کا کیا جواز ہے؟

یہ وہ پریشان کن صورت حال تھی اور یہ مخمصہ تھا کہ جس کا کوئی حل اور جواب سمجھ نہیں آتا تھا، اتنے میں فوجی وردی اور منصب صدارت کے دونوں عہدوں کے یکجا ہونے اور نہ ہونے کی گرما گرم بحثیں ہونے لگیں، ایک مرحلہ پر ایسا بھی محسوس ہوا کہ شاید موجودہ حکمران اب ان دونوں عہدوں سے محروم ہوجائیں گے، مگر یکایک حالات نے ایسا پلٹا کھایا کہ موجودہ اسمبلیوں کے ''بیدار مغز'' اراکین اسمبلی اور ''نمائندگان قوم'' نے بھاری اکثریت سے اگلے پانچ

سال کے لئے جناب پرویز مشرف کو پاکستان کی صدارت کے لئے نامزد کردیا۔ اس پر دنیا بھر کے سنجیدہ حلقوں میں عموماً اور پاکستان کے اعتدال پسند طبقہ میں خصوصاً اضطراب کی لہر دوڑ گئی۔

تاہم یہ گتھی اس وقت سلجھی جب امریکا کی یہودی کمیونٹی کا یہ بیان اخبارات کی زینت بنا کہ: ''اگر پرویز مشرف کو ہٹایا گیا تو دنیا خطرناک دلدل میں پھنس جائے گی۔'' چنانچہ روزنامہ نوائے وقت اور دوسرے معاصر اخبارات کی یہ خبر پڑھیے اور سر دھنیئے!

''واشنگٹن (آن لائن) امریکی یہودی کمیونٹی نے کہا ہے کہ صدر مشرف کو اقتدار سے ہٹانے پر دنیا خطرناک دلدل میں دھنس جائے گی۔ صدر مشرف امریکا میں یہودی کمیونٹی میں مقبول رہنما ہیں، جو سمجھتے ہیں کہ صدر مشرف کا اقتدار میں رہنا ضروری ہے۔ امریکن یہودی کانگریس کونسل برائے ورلڈ جیوری کے چیئرمین جیک روسین نے یروشلم پوسٹ میں لکھا ہے کہ اگر پاکستانی لیڈر کو اقتدار سے ہٹایا گیا تو دنیا خطرناک دلدل میں دھنس سکتی ہے، جیک روسین کا دعویٰ ہے کہ ان کے گزشتہ چند سالوں سے صدر مشرف کے ساتھ قریبی تعلقات ہیں۔ امریکی اخبار کے مطابق جیک روسین نے ۲۰۰۵ء میں دورہ نیویارک کے دوران صدر مشرف اور امریکی یہودی اور یہودی رہنماؤں کی ملاقات کی میزبانی کی تھی اور روسین نے اب تک متعدد دفعہ اسلام آباد کے دورے بھی کئے ہیں۔ روسین نے مزید لکھا ہے کہ پاکستان میں اسلام پرست اچھی طرح مسلح اور اچھی طرح سے مالیات رکھتے ہیں، ان کے نہ صرف پاک فوج بلکہ انٹیلی جنس ایجنسیوں کے ساتھ قریبی تعلقات ہیں بلکہ یہ حکومت میں قابل قدر اثر و رسوخ رکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ان اسلام پرستوں اور پاک فوج کے درمیان تعلقات ۸۰ء کی دہائی میں اس وقت پیدا ہوئے جب امریکی سربراہی میں سوویت یونین کے خلاف افغانستان میں جنگ لڑی گئی اور سعودی عرب اور دیگر اسلامی ممالک سے مجاہدین اس جنگ میں حصہ لینے کے لئے آئے، جیک روسین کے مطابق ۱۹۹۰ء میں حکومت پاکستان نے بھارت کے خلاف مقبوضہ کشمیر میں جہاد کے لئے مجاہدین کو تربیت دی اور انہیں فنڈز فراہم کئے۔ اخبار کے مطابق امریکی حکام کو یقین تھا کہ نائن الیون کے موقع پر ان انتہا پسند اسلام پرستوں کے پاک فوج اور پاکستان کی انٹیلی جنس ایجنسیوں میں خطرناک حد تک اثر و رسوخ، اور ہمدردی حاصل ہوگئی تھی۔ اخبار کے مطابق امریکی یہودی روسین نے کہا کہ صدر مشرف جو کہ معتدل قوتوں کے ایک مضبوط نشان ہیں اگر انہیں اقتدار سے ہٹایا جاتا ہے تو یہ انتہا پسند اسلامی لوگ نہ صرف مزید پاکستان میں بااختیار ہو جائیں گے بلکہ مغرب کے لئے بھی خطرناک ثابت ہوں گے۔'' (روزنامہ نوائے وقت کراچی ۱۹/اکتوبر ۲۰۰۷ء)

اس خبر سے اندازہ ہوتا ہے کہ جناب صدر صاحب مسلمانوں کے نہیں، یہودی مفادات کے محافظ ہیں، اگر ان کے عہدہ صدارت یا وردی کو کوئی گزند پہنچا تو نہ صرف امریکا کی یہودی کمیونٹی اور اس کے مفادات کو نقصان پہنچے گا، بلکہ یہودی کمیونٹی کے بقول ''پوری دنیا دلدل میں پھنس جائے گی۔''

غالباً یہی وہ حق وفاداری تھا جس کی ادائیگی کے لئے پاکستان، پاکستانی مفادات، قومی ملکی سلامتی، امن و امان اور مسلمانوں کی جان و مال اور دینی اقدار اور شعائر اسلام کو اس کی بھینٹ چڑھایا گیا۔

بہرحال کسی مسلمان کے لئے لائق شرم ہے کہ ملک و قوم اور مسلمانوں سے زیادہ اس کے ساتھ اغیار کی امیدیں وابستہ ہوں اور اسے مسلمانوں سے زیادہ یہودی اور عیسائی بلکہ مغربی اقوام کا نمائندہ تصور کیا جائے، کیا کوئی غیرت مند انسان یہ گوارہ کرسکتا ہے کہ اسے اپنے ملک و قوم کی بجائے امریکا، برطانیہ یا یہودی اور عیسائی اقوام کا نمائندہ یا ان کے مفادات کا محافظ تصور کیا جائے؟ نہیں، ہرگز نہیں اگر نہیں تو ضروری ہے کہ جناب جنرل پرویز مشرف کو اپنی پوزیشن واضح کرنا چاہئے اور اپنے عمل سے ثابت کرنا چاہئے کہ میں یہودیوں اور عیسائیوں کا نہیں بلکہ مسلمانوں کا نمائندہ اور ان کے حقوق کا محافظ ہوں، ورنہ بصورت دیگر ان کو پاکستان اور مسلمانوں پر حکمرانی کا حق نہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

یہ ایک فطری اصول ہے کہ کسی قوم کے عروج وترقی کی رفتار تو دھیمی اور سست ہوتی ہے، مگر اس کے زوال اور گراوٹ کی رفتار بڑی تیز ہوتی ہے، کسی بلند وبالا عمارت پر چڑھنا کتنا مشکل ہے؟ لیکن اگر کوئی شخص جذبات سے مغلوب ہوکر خودکشی کے ارادے سے ایسی عمارت کے اوپر سے چھلانگ لگادے تو دیکھئے کتنی تیزی سے گرے گا، یہی مثال قوموں کی ہے، ان کا عروج اور ترقی کی بلندیوں کو چھونا بڑی جانفشانی، محنت اور بڑے حوصلے اور صبر وتحمل کو چاہتا ہے، لیکن جب کوئی قوم اخلاقی خودکشی کی نیت سے اپنے اعلیٰ وارفع مقام سے نیچے کو چھلانگ لگاتی ہے تو بغیر کسی کوشش ومحنت کے دھڑام سے نیچے آ گرتی ہے۔

اگر کبھی بپھرے ہوئے سیلاب کا بند ٹوٹ جائے اور اس کا رخ کسی نشیبی علاقے کی طرف مڑ جائے تو وہ پلک جھپکنے کی مہلت بھی نہیں دیتا اور بستیوں کی بستیاں بہالے جاتا ہے، اسی طرح جب کسی قوم کی اخلاقیات کا بند ٹوٹ جاتا ہے تو اس کی نفسیاتی خواہشات کا طوفان دین ودانش اور شرافت اور انسانیت کی تمام قدروں کو بہا کر لے جاتا ہے، پورے معاشرہ کو تلپٹ کردیتا ہے، ہر طرف تباہی و بربادی مچادیتا ہے، معاشرے کا امن وسکون چھن جاتا ہے اور خودغرضی و ہوسناکی اور ظلم وستم کی کالی گھٹائیں ہر چار سو چھا جاتی ہیں اور پھر وہ معاشرہ متمدن انسانوں کے بجائے وحشی درندوں میں تبدیل ہوجاتا ہے۔

ہماری مسلم قوم صدیوں کی محنت ومجاہدہ کے بعد عروج وترقی کی بلندیوں کو پہنچی اور ایسی پہنچی کہ آسمان کی رفعتیں اس کے سامنے ہیچ رہ گئیں، انسان ہی نہیں بلکہ ملائکہ بھی اس پر رشک کرتے تھے، اس کے نظم وضبط اتحاد واتفاق اور الفت ومحبت پر دنیا کی قومیں عش عش کرتی تھیں، مگر کچھ عرصے سے اس پر تقلید اغیار کا جنونی دورہ پڑا ہے اور خودکشی کے ارادے سے اس نے بلندیوں سے نیچے کی طرف چھلانگ لگانا شروع کردی ہے، اس کی اخلاقیات کا بند ٹوٹ رہا ہے، ہمارے معاشرے میں اخلاقی گراوٹ کا سیلاب جس تیزی سے بڑھ رہا ہے، اس کے انجام کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں، کل تک جو چیزیں ایک مسلمان کے لئے قابل شرم اور موجب ننگ و عار تھیں آج ان پر فخر ہو رہا ہے، باپ بیٹے سے اور بیٹا باپ سے نالاں ہے، بھائی بھائی سے شاکی ہے، دوست کو دوست پر اعتماد نہیں، استاد کو شاگردوں سے شکایت ہے، مزدور کو مالک سے رنج ہے، عوام کو افسر شاہی سے گلہ ہے، راعی اور رعایا کے درمیان سر پھٹول ہے، پورا معاشرہ گویا ایک ایسا آتش کدہ ہے، جس میں بڑا چھوٹا، امیر، غریب، راعی، رعایا، مالک اور مزدور سب جل رہے ہیں، چوری، ڈکیتی، فحاشی، بدکاری، رشوت، سفارش، اسمگلنگ، ذخیرہ اندوزی، زرطلبی ایسے سینکڑوں جن سڑکوں پر عریاں ناچ رہے ہیں، معاشرتی ناسور کے تعفن سے قوم کی ناک میں دم ہے، نہ جان کی امان، نہ عزت وآبرو کی حفاظت، نہ عدل، نہ انصاف، نہ علم،

نہ عمل، دین تباہ، دنیا تباہ، عقلیں مسخ، شکلیں مسخ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مزید افسوس یہ ہے کہ ہمارے دانشوروں کو گراوٹ کا احساس نہیں، جنہیں احساس ہے، انہیں اصلاح کی فکر نہیں، جنہیں فکر ہے، انہیں سلیقہ نہیں، جنہیں سلیقہ ہے انہیں قدرت نہیں، جنہیں قدرت ہے انہیں فرصت نہیں، جنہیں فرصت ہے انہیں توفیق نہیں، طوفان خطرے کے نشان سے اوپر گزر رہا ہے مگر ہم کوئی حال مست، کوئی قال مست کا مصداق ہیں، روم جل رہا ہے اور نیرو بانسری بجا رہا ہے، ہمارے سامنے ہمارا گھر لٹ رہا ہے مگر ہم بڑے اطمینان سے اس کے لٹنے کا تماشا دیکھ رہے ہیں، ہم میں سے ہر شخص اس خیال میں مگن ہے کہ یہ بستی اجڑتی ہے تو اجڑے، میرا گھر محفوظ ہے، قوم ڈوبتی ہے تو ڈوبے میں جودی پہاڑ پر کھڑا ہوں، ملک وملت کی چولیں ہلتی ہیں تو ہلیں، میرا دھندا چل رہا ہے:

کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں؟

میری گزارش یہ ہے کہ اے دردمندانِ قوم! اے اہل عقل و دانش! خدا کے لئے اٹھو! اور اس ڈوبتی ہوئی قوم کی بچاؤ، اپنے گھر میں لگی ہوئی یہ آگ بجھاؤ، یہ قوم جنون کے دورہ میں اخلاقی خودکشی کررہی ہے، اس کا ہاتھ پکڑو، قوم کی اخلاقیات کا بند ٹوٹ رہا ہے، آؤ سب مل جل کر اس کی حفاظت کرو، اس مقصد کے لئے کوئی بڑی سے بڑی قربانی دینا پڑے تو قوم کو بچانے کے لئے دے ڈالو، اس سلسلے میں ہمیں جن میدانوں میں جہاد کرنا ہے اپنی ناقص فہم کے مطابق ان کا نقشہ پیش کرتا ہوں۔

معاشی ناہمواری کے خلاف جہاد:

بدقسمتی سے ہمارے یہاں یہودیوں کا سرمایہ دارانہ نظام رائج ہے جس کی بنیادیں سودی بینکاری، جوا، سٹہ اور ناجائز کاروبار پر استوار ہیں، اس نے معاشرے میں ناہمواری کی بھیانک شکل پیدا کردی ہے، جس سے غریب و نادار اور پسماندہ طبقے میں متمول اور کھاتے پیتے لوگوں کے خلاف نفرت و بیزاری کی لہر اٹھ رہی ہے، غیظ وغضب اور حسد و رقابت کے جذبات ابھر رہے ہیں اور غریب طبقہ کے فقر و افلاس سے بیسیوں معاشرتی برائیوں کے سوتے پھوٹ رہے ہیں، ظاہر ہے کہ ایسی صورت حال کی اصلاح نہ کی گئی تو ان خرابیوں میں روز افزوں اضافہ ہوتا جائے گا، بے چینی بڑھتے بڑھتے لاقانونیت میں ڈھلتی جائے گی، بالآخر خستہ حال جھونپڑیوں سے اٹھنے والے نفرت و بیزاری کے شعلے فلک بوس عمارتوں، وسیع وعریض بنگلوں اور اونچے اونچے شیش محلوں کو جلا کر خاکستر کردیں گے (خدا اس قوم کو یہ دن نہ دکھائے، آمین)۔

یہ معاشی ناہمواری ہمارے معاشرے میں ''ام الامراض'' کی حیثیت رکھتی ہے، اور شیطانی لشکر اسی راستے سے گزر کر ہمارے معاشرے پر شب خون مار رہا ہے، اس لئے ضروری ہے کہ سب سے پہلے اسی راستہ کو بند کیا جائے اور سب سے اول اسی مرض کا علاج کیا جائے، اس کا کافی وشافی نسخہ حکیم انسانیتؐ پہلے سے تجویز فرماچکے ہیں، ہمیں صرف استعمال کرنے کی زحمت اٹھانا ہوگی۔

ہونا یہ چاہئے کہ محلہ محلہ اور بستی بستی میں کچھ مخلص بے لوث اور دردمند حضرات آگے بڑھیں، اور ضرورت مند لوگوں کی کفالت اور خبرگیری کی تحریک چلائیں، ان کے پاس اپنے اپنے محلہ اور اپنی اپنی بستی کے پسماندہ افراد اور گھرانوں کی فہرستیں ہوں، محلہ کے کھاتے پیتے حضرات سے عطیات حاصل کر کے ضرورت مندوں تک پہنچائیں (اور اگر کوئی صاحب ان کے پاس عطیہ جمع کرانے میں تامل کرے تو اسے مستحقین کی نشاندہی کردی جائے تاکہ وہ خود ان تک پہنچادے) کسی خاندان کو معاشی سہارا دے کر اپنے پاؤں پر کھڑا کیا جاسکتا ہوتو اس میں اس کی مدد کی جائے، محلہ میں کوئی نوجوان بیکار ہو تو اس کے لئے روزگار مہیا کرنے میں مدد دی جائے، کسی گھر میں نوجوان بچی ماں باپ کی ناداری کی وجہ سے بیٹھی ہو تو اس کے ہاتھ پیلے کرنے کا انتظام کیا جائے، کسی کو سر چھپانے کے لئے مکان کی ضرورت ہو تو مل جل کر مکان بنوادیا جائے، کوئی علاج سے محروم ہو تو اس کے علاج معالجہ کی بندوبست کیا جائے، کسی کے بچے تعلیم سے محروم ہوں تو ان کے لئے تعلیمی مصارف مہیا کئے جائیں۔ الغرض ملک بھر میں کوئی بستی، محلہ اور کوئی کوچہ ایسا نہ رہے، جس میں ایک متنفس کو بھی خوراک، پوشاک، مکان، تعلیم اور علاج جیسی بنیادی ضروریات میسر نہ ہوں، ہر بستی کے لوگوں کا یہ عہد ہو کہ بھوکے رہیں گے تو اکٹھے، سیر ہوں گے تو اکٹھے، مریں گے تو اکٹھے جئیں گے تو اکٹھے۔

کھاتے پیتے متمول حضرات اس میں دل کھول کر حصہ لیں خواہ انہیں اپنی ضروریات اور مصارف کو کم کرنا پڑے، یہ صحیح اسلامی معاشرہ کا نقشہ ہے، جس کا سنگ بنیاد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں رکھا تھا۔ آپ ﷺ کا ارشاد تھا کہ: ''وہ مومن نہیں جو خود پیٹ بھر کر سو جائے اور اس کا ہمسایہ اس کے پہلو میں بھوکا رہے۔'' اس سے غریب لوگوں کی ضروریات بھی پوری ہوں گی، ان کو معاشی میدان میں خود کفیل ہونے کا موقع بھی میسر آئے گا، امیر و غریب کے درمیان نفرت و بیزاری کی جو دیوار حائل ہے وہ بھی ٹوٹ جائے گی، آپس میں ہمدردی و غمخواری، انس ومحبت اور عزت و احترام کے جذبات ابھریں گے، اور معاشرہ ایک بہت بڑے طوفان فساد سے محفوظ ہوجائے گا، اس تجویز پر عمل کیا جائے تو مجھے

یقین ہے کہ کچھ عرصہ کے بعد معاشرہ میں ایسا انقلاب آجائے گا کہ کوئی شخص مشکل ہی سے زکوٰۃ کا مستحق رہے گا، یہ کام حکومت کو کرنا چاہئے تھا لیکن اگر وہ اس میں کوتاہی کرتی ہے تو (جیسا کہ اوپر عرض کرچکا ہوں) مخلص مسلمانوں کو خود آگے بڑھ کر یہ کام کرنا چاہئے، ان کا مقصد نہ شہرت ونمود ہو، نہ عزت ووجاہت، نہ ووٹ اور سیاست، نہ مال وزر کی منفعت، محض خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے اور قوم کی کشتی کو بھنور سے نکالنے کے لئے اپنی ساری بدنی و ذہنی صلاحیتیں داؤ پر لگادیں۔

مقدمہ بازی کے خلاف جہاد:

جب خواہشیں آپس میں ٹکراتی ہیں تو نتیجہ لڑائی جھگڑے اور دنگا فساد کی شکل میں نکلتا ہے اور پھر معمولی معمولی باتوں پر تھانوں اور عدالتوں کے چکر کاٹنا ہمارے معاشرے کا روزمرہ معمول بن گیا ہے، اس مقدمہ بازی سے آپس میں مستقل عداوتیں جنم لیتی ہیں، رشوت کا بازار گرم ہوتا ہے، جھوٹی شہادتوں اور غلط بیانیوں کا سکہ چلتا ہے، جس سے روپیہ اور وقت بھی برباد ہوتا ہے، دین اور اخلاق بھی بگڑتا ہے اور عدل وانصاف کی قدریں پامال ہوتی ہیں، الغرض مقدمہ بازی میں نہ دین کا فائدہ ہے اور نہ دنیا کا۔ اگر بستی، محلّے کے چند ذوفہم انصاف پسند اور دیانت دار حضرات مل کر فریقین کو سمجھا بجھا کر صلح صفائی کرادیا کریں تو شاذ و نادر ہی عدالت تک جانے کی نوبت آئے گی اور مقدمہ بازی کی جس لعنت اور دردناک عذاب میں آج ہمارے معاشرہ پس رہا ہے اس سے ہمیں نجات مل جائے گی۔

سنا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے مجھے مدینہ طیبہ کا قاضی (جج) مقرر کردیا میں ہر صبح مسجد نبویؐ کے دروازے پر جا بیٹھتا (اس وقت مسجد ہی مسلمانوں کا ہائی کورٹ تھی) چھ مہینے اسی حالت میں گزر گئے، اس عرصہ میں کوئی سے دو آدمی میرے پاس ایک درہم کا مقدمہ لے کر بھی نہیں آئے۔

یہ ہے صحیح اسلامی معاشرہ کی تصویر، جس معاشرہ میں ہر انسان دوسرے کے حقوق ادا کرنے والا اور انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے والا ہو اس میں مقدمہ بازی کی نوبت کیوں آئے گی اور اگر بشریت کی بنا پر دو بھائیوں کے درمیان کوئی جھگڑا یا تلخی پیدا ہوجائے تو ان کے درمیان صلح صفائی کرادینا ضروری ہے، یہ کام بھی بستی بستی اور محلّے محلّے ہونا چاہئے، دردمندانِ قوم کو اس سے ہرگز غفلت نہیں برتنی چاہئے۔

☆......☆☆......☆

مساجد کے لئے خاص رعایت
جبار کارپٹس
ڈیلرز:
مون لائٹ کارپٹ
تیر کارپٹ
ثمر کارپٹ
وینس کارپٹ
اولمپیا کارپٹ
یونی لیک کارپٹ
پتہ:
این آر ایونیو' نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک "جے" برکات حیدری' ناظم آباد
فون: 6646888-6647655 فیکس: 0921-21-5671503
E-mail :jabbarcarpet@cyber.net.pk

امام مہدیؑ کا ظہور

دنیا میں جو ظلم و جور ہوگا امام مہدی علیہ الرضوان اقتدار میں آنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے اور ناانصافی کو نیست ونابود کر دیں گے۔

حضرت مولانا سرفراز خان صفدر مدظلہ

اہل حق کا اس امر پر اتفاق ہے کہ قیامت سے پہلے امام مہدی ضرور آئیں گے، ان کی اس وقت پیدائش، آمد اور ظہور کے بارے میں اہلسنت والجماعت کا کوئی اختلاف نہیں۔ حضرت امام مہدی کی پیدائش اور آمد سے پہلے دنیا میں جو ظلم و جور ہوگا، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اقتدار میں آنے کے بعد زیر اثر علاقہ میں، وہ عدل وانصاف قائم کریں گے اور ناانصافی کو نیست ونابود کر دیں گے اور اس دور میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان سے نازل ہوں گے جہاد اور دجال کے قتل کرنے میں حضرت امام مہدی علیہ الرضوان، حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پورا پورا تعاون کریں گے۔

حضرت ابوسعید الخدریؓ کی روایت میں ہے کہ: ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہدی میری نسل سے ہوگا، بلند پیشانی اور اونچی ناک والا ہوگا، زمین کو انصاف وعدل سے بھر دے گا جیسا کہ وہ پہلے ظلم و جور سے بھرپور ہوگی اور سات سال تک وہ حکمرانی کرے گا۔“

(ابوداؤد، ج:۲، ص:۲۳۲ ومستدرک حاکم، ج:۴، ص:۵۵۷، قال الحاکم والذہبی صحیح علی شرطہما والجامع الصغیر، ج:۲، ص:۱۸۷، وقال صحیح)

”حضرت امام مہدی کا نام محمد اور والد صاحب کا نام عبداللہ ہوگا۔“

(ابوداؤد، ج:۲، ص:۲۳۲)

”اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کی اولاد سے ہوں گے۔“

(ایضاً والجامع الصغیر، ج:۲، ص:۱۸۷)

”اور حضرت فاطمہؓ کے بڑے فرزند حضرت حسنؓ کی نسل سے ہوں گے۔“

(الحاوی للفتاوی، ج:۲، ص:۸۵)

یہ یاد رہے کہ حضرت علیؓ کی حضرت فاطمہؓ کی وفات کے بعد اور بیبیاں بھی تھیں اور کل نرینہ اولاد حضرت علیؓ کی اکیس تھی اور اٹھارہ لڑکیاں تھیں، ان کی تعداد میں تاریخی طور پر کچھ اختلاف بھی ہے۔ (الحاوی للفتاوی، ج:۲، ص:۳۱)

علامہ عزیزی فرماتے ہیں:

”حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں کہ امام مہدی اہل بیت سے ہوں گے، حضرت فاطمہؓ کے بیٹے حضرت حسنؓ کی اولاد سے ہوں گے نہ کہ حضرت امام حسینؓ کی اولاد سے۔“

(السراج المنیر، ج:۳، ص:۲۰۹)

حضرت امام مہدی مدینہ طیبہ کے باشندے ہوں گے: "مـــن اهـــل المدینة" (ابوداؤد، ج:۲،ص:۲۳۳)

"اوران کے اقتدار کا مرکز عرب کا ملک ہوگا۔"

حدیث میں تصریح ہے:

"یملک العرب رجل من اهل بیتی"

(الحدیث ابوداؤد، ج:۲،ص:۲۳۲)

"اوران کی بیعت ابتداً حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان کی جائے گی۔

(ابوداؤد، ج:۲،ص:۲۳۳)

"اور وہ اپنے دور اقتدار میں حکومت و خلافت کے زور سے (نہ کہ صرف وعظ و نصیحت سے) زمین کو عدل و انصاف سے بھردیں گے اور ظلم و جور کو مٹادیں گے۔" (ابوداؤد، ج:۲،ص:۲۳۲)

ظلم کا مطلب ہے حقوق اللہ کی خلاف ورزی، اور جور کا معنی ہے حقوق العباد کو پامال کرنا، ان کی آمد، پیدائش اور ظہور سے پہلے زمین ان گناہوں سے اٹی اور بھری پڑی ہوگی، یہ بھی یاد رہے کہ بعض نادان، جنونی اور ہوس اقتدار اور شہرت کے دلدادہ خلیفة اللہ کا مصداق کسی اور کو اور المہدی کا مصداق کسی اور کو بنانے کا ادھار کھائے بیٹھے ہیں اور اپنے ناخواندہ حواریوں سے اپنے خلیفة اللہ ہونے کا پرچار کرارہے ہیں اور وہ مراقی اور مالیخولیا کے شکار کو بیچ خلیفة اللہ سمجھ رہے ہیں، جو قطعاً باطل ہے۔

حدیث میں خلیفة اللہ المہدی کا اطلاق شرعاً درست نہیں ہے، ویسے دنیا میں سینکڑوں جعلی اور فراڈی مہدی ہوئے ہیں، تفصیل کے لئے کتاب ائمہ تلبیس ملاحظہ ہو، وہی محفوظ رہا جو فراڈیوں کے دام سے بچا:

شیخ صاحب سے رسم و راہ نہ کی
شکر ہے زندگی تباہ نہ کی

ان علامات ونشانیوں کے ساتھ جن کا بحوالہ ذکر ہوچکا ہے، ان حضرت امام مہدی کی آمد ضروری ہے اوران کی آمد کو تسلیم کرنا واجب ہے، چنانچہ امام سفارینیؒ (علامہ محمد بن احمد بن سالم المتوفی ۱۱۸۸ء) فرماتے ہیں:

"امام مہدی کی آمد پر ایمان لانا واجب ہے جیسا کہ اہل علم کے ہاں یہ بات ثابت ہے اور عقائد میں یہ مدون ہے۔"

(عقیدة السفارینی ج:۲،ص:۸۰)

اس سے واضح ہوگیا کہ حضرت امام مہدی کی آمد کا مسئلہ اہل السنت والجماعت کے عقائد کی رو سے اہم ہے اور اس پر ایمان لانا واجب ہے، امام سیوطی (عبدالرحمٰن بن ابی بکر المتوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں کہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر اور شہرت کے ساتھ احادیث مروی ہیں جن کے راوی بکثرت ہیں کہ امام مہدی آئیں گے اور وہ اہل بیت میں سے ہوں گے اور وہ سات سال حکومت کریں گے اور زمین کو عدل سے پر کردیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں ان کی آمد ہوگی اور باب لُد کے مقام پر جو فلسطین کی زمین میں ہے، قتل دجال کے سلسلہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مدد کریں گے اور وہ ان کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے۔ (الحاوی للفتاوی، ج:۲،ص:۸۵،۸۶)

امام سیوطی نے الحاوی للفتاوی میں العرف الوردی فی اخبار المہدی کے عنوان سے کئی صفحات پر مشتمل ایک مفصل رسالہ تصنیف فرمایا ہے اور دیگر بعض علماء کرام نے بھی اس مضمون پر الگ تالیفات کی ہیں۔

علامہ عبدالعزیز فرہاویؒ (المتوفی ۱۲۳۹ھ) رقم طراز ہیں:

"حضرت امام مہدی کی آمد کی احادیث متواتر ہونا، ان کی آمد پر یقین رکھنے کا وجوب ثابت ہوا اور یہ کہ اہل السنت والجماعت کے عقائد میں سے یہ بات ہے، یہ بات بھی پیش نظر ہے کہ ابتداً بعض نمازیں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰة والسلام حضرت امام مہدی کی اقتداء میں پڑھیں گے اماماکم منکم اور تکرمة لهذه الامة کی رو سے کیونکہ وہ منجانب اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے پابند اور مکلف ہوں گے۔"

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں:

"امام طبرانی نے (معجم) کبیر میں اور امام بیہقی نے "البعث" میں کھری سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مغفل سے روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا، دجال تم میں ٹھہرے گا، پھر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نازل ہوں گے اور وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کریں گے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت پر ہوں گے وہ امام ہدایت یافتہ اور حاکم و عادل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں۔"

(الحاوی للفتاوی ج:۲،ص:۱۵۰)

ابتداء میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت امام مہدی کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے اس کے بعد جہاں وہ ہوں گے خود امامت کرائیں گے کیونکہ ان کا درجہ یقیناً حضرت امام مہدی سے زیادہ ہے، اہل حق کا طائفہ منصورہ بھی بفضلہ تعالیٰ تاظہور امام مہدی ونزول عیسیٰ علیہ السلام ضرور باقی رہے گا، مگر دنیا میں اکثریت ان لوگوں کی ہوگی جو حقوق اللہ تعالیٰ اور حقوق العباد کو پامال کرنے والے ہوں گے اور اس وقت ساری زمین ظلم و جور اور اثم وعدوان سے اٹی اور بھری ہوگی اس وقت مظلوموں کی امداد

کے لئے اللہ تعالیٰ حضرت امام مہدی کو پیدا کرے گا اور وہ حکومت وخلافت کے ذریعہ ظلم و جور کو مٹا کر عدل وانصاف سے سات سال تک حکمرانی کریں گے اوران کی زندگی ہی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔ (کتاب الاسماء والصفات للبیہقی ص:۳۰۱ کنزالعمال، ج:۷، ص:۲۶۸، مجمع الزوائد ج:۷، ص:۳۳۹ میں ینزل من السماء کے الفاظ موجود ہیں: وقال الہیثمی رواہ البزار ورجالہ رجال الصحیح غیر علی بن المنذر وھو ثقہ)

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول آسمان سے یہ نزول فجر کے وقت ہوگا (عند صلوٰۃ الفجر مجمع الزوائد ج:۷، ص:۳۴۲ اور دمشق میں (جامع اموی کے) سفید مشرقی مینار پر نزول ہوگا (مسلم ج:۲، ص:۴۰۱ و مجمع الزوائد ج:۸، ص:۲۰۵) اور دجال لعین کے قتل کے بعد جس علاقہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اقتدار ہوگا، وہاں بغیر اسلام کے اور کوئی مذہب باقی نہ رہے گا سب مذاہب ختم ہوجائیں گے اور اللہ تعالیٰ انہیں مٹادے گا۔ (ابوداؤد ج:۲، ص:۲۳۸ والطیالسی ص:۲۳۵) اور نازل ہونے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ والصلوٰۃ والسلام دل جمعی اور اطمینان سے چالیس سال تک حکومت کریں گے پھران کی وفات ہوگی اور مسلمان ان کا جنازہ پڑھیں گے (ابوداؤد ج:۲، ص:۲۳۸ والطیالسی ص:۳۳۱ ومستدرک ج:۲، ص:۵۹۵، مجمع الزوائد ج:۸، ص:۲۰۵) اور روضۂ اقدس میں انہیں دفن کیا جائے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو میری قبر (یعنی میرے مقبرہ، مرقات) کے ساتھ دفن کیا جائے گا۔ (مشکوٰۃ ج:۲، ص:۴۸۰، وفاء الوفا ج:۱، ص:۳۹۷، مواہب اللدنیہ ج:۲، ص:۳۸۲، وزرقانی شرح مواہب ج:۸، ص:۳۲۸)

☆☆..............☆☆

حافظ سیف اللہ کی رحلت

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کی چونکہ نرینہ اولاد نہیں تھی، اس لئے انہوں نے ملک بھر میں کئی متبنیٰ بنائے ہوئے تھے، نیز جسے ایک مرتبہ بیٹا یا بیٹی کہہ دیا، وہ تازیست بیٹا اور بیٹی ہی رہے، شادی وغمی میں انہیں شریک رکھا، اوران کی خوشیوں کو اپنی خوشی اوران کے صدمات کو اپنا صدمہ قرار دیا، ان متبناؤں میں ایک شخصیت حافظ سیف اللہ بہاولپوری کی تھی، موصوف کو بیٹا کہا اور پھر جب تشریف آوری بہاولپور ہوتی تو حافظ سیف اللہؒ کے چھوٹے سے مکان کو اپنا مسکن بناتے۔

حافظ سیف اللہ بتلاتے تھے کہ ایک مرتبہ حضرت قاضی صاحبؒ بہاولپور تشریف لائے، بہاولپور کی مشہور سیاسی شخصیت علامہ رحمت اللہ ارشدؒ نے استدعا کی کہ رہائش اور کھانا میرے ہاں ہو، تو آپ نے فرمایا کہ رہائش تو میری بیٹے سیف اللہ کے ہاں ہوگی، کھانا ان سے پوچھ لیں اگر وہ اجازت دے دیں تو بندہ حاضر ہے، حافظ سیف اللہ اس سعادت سے کہاں محروم رہنے والے تھے تو تکمیل یہ نکالی کہ کھانا علامہ صاحب کا اور حافظ سیف اللہ کے گھر کھایا جائے گا، اس طرح دونوں فریقوں کو راضی رکھا۔

بندہ دس سال بہاولپور رہا، کچھ عرصہ رہائش محلہ اسلام پورہ میں رہی، جہاں کے باسی حافظ سیف اللہ تھے، چوک شہزادی میں کریانے کی دکان کرتے تھے، اور ہمارا دفتر بھی کچھ عرصہ چوک شہزادی میں رہا، یادگار محفلیں برپا ہوئیں، امسال یکم رمضان المبارک کا جمعہ بندہ نے ون یونٹ کالونی شیخ الحدیث مولانا محمد حنیف مدظلہ کے ہاں پڑھا، ۲،۳ رمضان المبارک کو جامع مسجد الصادق میں صبح کی نماز کے بعد درس رہے، حافظ صاحب کے عزیز اور میرے بہت اچھے دوست محمد اجمل خان راجپوت نے بتلایا کہ حافظ صاحب رمضان کی پہلی رات انتقال فرماگئے، اور یکم رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ جمعہ کی نماز کے بعد ان کی نماز جنازہ، جنازہ گاہ احمد پوری گیٹ میں ادا کی گئی تو دل ودماغ میں گزرے ہوئے ایام کی یادیں گردش کرنے لگیں، تو برادر مکرم مولانا محمد اسحاق ساقی مبلغ بہاولپور کی معیت میں ان کی رہائش گاہ پر حاضری دی، بڑے بیٹے قاری اکرام اللہ سفر عمرہ پر تشریف لے گئے ہوئے تھے، ان سے چھوٹے قاری انعام اللہ نے بتلایا کہ موصوف ختم نبوت کے ساتھ والہانہ عقیدت رکھتے تھے، وفات سے کچھ دیر پہلے پوچھا کہ اس مرتبہ افطاری وسحری کے کیلنڈر نہیں آئے؟ تو میں نے بتلایا کہ کئی اداروں نے خوبصورت شائع کئے ہیں اور آئے ہوئے ہیں تو فرمایا ختم نبوت کے کیلنڈر پوچھ رہا ہوں، موصوف کے چار بیٹے ہیں اور چاروں حافظ وقاری، بڑے فرزند قاری اکرام، پھر قاری اسلام اللہ، تیسرے بیٹے کا نام احسان احمد (حضرت قاضی صاحبؒ) کے نام پر رکھا، چوتھے بیٹے عرفان احمد ہیں، بیٹوں سے ملاقات ہوئی، تعزیت کا اظہار کیا، دیر تک ان کا تذکرہ رہا، خوب انسان تھے، ان کے ایک بھائی گلزار نسیم مرحوم تھے، جنہوں نے روزنامہ ”سیادت“ کے نام سے اخبار جاری کیا، پوری فیملی صحیح العقیدہ افراد پر مشتمل ہے۔ اللہ پاک ان کے ساتھ رحم وکرم کا معاملہ فرمائیں اور نیکیوں کو قبول فرمائیں اور سیئات سے درگزر فرمائیں۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

قادیانی عقائد

قادیانیوں سے خیرخواہانہ گزارش!

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

مرسلہ: قاضی احسان احمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

عقیدہ ۱:...... قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ کلمہ طیبہ: ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' میں ''محمد رسول اللہ'' سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی ہے، چنانچہ مرزا بشیر الدین صاحب ایم اے فرماتے ہیں:

''مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے، اس لئے ہم (مرزائیوں) کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں، ہاں! اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔'' (کلمۃ الفصل ص:۱۵۸، مندرجہ ریویو آف ریلیجنز بابت مارچ، اپریل ۱۹۱۵ء)

عقیدہ ۲:...... قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ: ''چودھویں صدی سے تمام انسانیت کا رسول مرزا غلام احمد ہے۔'' (تذکرہ ص:۳۶۰)

عقیدہ ۳:...... قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ: ''رحمۃ للعالمین مرزا غلام احمد ہے۔'' (تذکرہ ص:۸۳)

عقیدہ ۴:...... قادیانی عقیدہ ہے کہ: ''خاتم الانبیاء مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔''

چنانچہ مرزائی اخبار ''الفضل'' مورخہ ۲۶/ستمبر ۱۹۱۵ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:

''یہ مسلمان کیا منہ لے کر دوسرے مذاہب کے بالمقابل اپنا دین پیش کرسکتے ہیں تاوقتیکہ وہ مسیح موعود (غلام احمد قادیانی) کی صداقت پر ایمان نہ لائیں جو فی الحقیقت وہی ختم المرسلین تھا کہ خدائی وعدہ کے مطابق دوبارہ آخرین میں مبعوث ہوا، وہ (مرزا) وہی فخر الاولین وآخرین ہے جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمۃ للعالمین بن کر آیا تھا۔''

(قادیانی مذہب ص:۲۲۴)

عقیدہ ۵:...... قادیانی عقیدہ ہے کہ: آسمان وزمین اور تمام کائنات کو صرف غلام احمد کی خاطر پیدا کیا گیا: ''لولاک لما خلقت الافلاک'' (حقیقۃ الوحی ص:۹۹)

عقیدہ ۶:...... قادیانی عقیدہ ہے کہ: ''مرزا غلام احمد کا آسمانی تخت تمام نبیوں سے اونچا ہے۔'' (حقیقۃ الوحی ص:۸۹)

عقیدہ ۷:...... قادیانی عقیدہ ہے کہ: ''نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ روحانی ترقیات کی طرف پہلا قدم تھا اور مرزا غلام احمد کے زمانہ میں روحانیت کی پوری تجلی ہوئی۔'' (خطبہ الہامیہ ص:۱۷۷)

عقیدہ ۸:...... قادیانی عقیدہ ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوٹی فتح مبین نصیب ہوئی تھی اور بڑی فتح مبین مرزا غلام احمد کو ہوئی۔ (خطبہ الہامیہ ص:۱۹۳)

عقیدہ ۹:...... قادیانی عقیدہ ہے کہ: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کا اسلام پہلی رات کے چاند کی طرح (یعنی بے نور تھا) اور مرزا غلام احمد قادیانی کے زمانہ کا اسلام چودھویں رات کے چاند کی طرح تاباں ودرخشاں ہے۔'' (خطبہ الہامیہ ص:۱۸۴)

عقیدہ ۱۰:...... قادیانی عقیدہ ہے کہ: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات تین ہزار تھے (تحفہ گولڑویہ ص:۶۳) اور مرزا غلام احمد کے معجزے تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔'' (حقیقۃ الوحی ص:۶۷)

عقیدہ ۱۱:...... قادیانی عقیدہ ہے کہ: مرزا غلام احمد کا ذہنی ارتقاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

زیادہ تھا۔" (ریویو مئی ۱۹۲۹ء بحوالہ قادیانی مذہب ص:۲۴۱)

عقیدہ۱۲:......قادیانی عقیدہ ہے کہ: "مرزا غلام احمد کی روحانیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے۔" (خطبہ الہامیہ ص:۱۸۱)

عقیدہ۱۳:......قادیانی عقیدہ ہے کہ:

"محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں"

(اخبار بدر قادیاں ج:۲ ش:۴۳، مورخہ ۲۵/اکتوبر ۱۹۰۶ء)

عقیدہ۱۴:......قادیانی عقیدہ ہے کہ: "اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر ایک نبی سے مرزا غلام احمد قادیانی پر ایمان لانے اور اس کی بیعت و نصرت کرنے کا عہد لیا تھا۔" (اخبار الفضل ۱۹، ۲۱/ستمبر ۱۹۱۵ء، الفضل ۲۶/فروری ۱۹۲۲ء، قادیانی مذہب ص:۲۴)

عقیدہ۱۵:......قادیانی عقیدہ ہے کہ: "اگر حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام مرزا غلام احمد کے زمانے میں ہوتے تو ان کو مرزا کی پیروی کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا۔" (اخبار الفضل ۱۸/مارچ ۱۹۱۶ء بحوالہ قادیانی مذہب ص:۳۲۵)

عقیدہ ۱۶:...... قادیانی عقیدہ ہے کہ: "جس طرح قرآن کریم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا، جس کی مثل لانے سے دنیا عاجز ہے، اسی طرح مرزا غلام احمد کی تصنیف اعجاز احمدی اور اعجاز المسیح بھی معجزہ ہے۔"

عقیدہ۱۷:...... قادیانی عقیدہ ہے کہ آخری آسمانی کتاب قرآن مجید نہیں بلکہ مرزا غلام احمد کی وحی کا مجموعہ "تذکرہ" آخری وحی ہے۔

عقیدہ۱۸:...... قادیانی عقیدہ ہے کہ: "مرزا غلام احمد قادیانی بمنزلہ خدا کی اولاد کے ہے۔" (تذکرہ ص:۶۱۲)

عقیدہ۱۹:......قادیانی عقیدہ ہے کہ: مرزا غلام احمد خدا کا بروز ہے۔ (تذکرہ ص:۵۹۶)

عقیدہ۲۰:......قادیانی عقیدہ ہے کہ: مرزا غلام احمد خدا کی توحید وتفرید ہے۔ (تذکرہ ص:۴۱، ۷۷)

عقیدہ۲۱:......قادیانی عقیدہ ہے کہ: مرزا غلام احمد خدا کی روح ہے۔ (تذکرہ ص:۴۱، ۷۷)

عقیدہ۲۲:......قادیانی عقیدہ ہے کہ:

"غلام احمد ہے عرش رب اکبر
مکاں اس کا ہے گویا لامکاں میں"

(اخبار بدر ۲۵/اکتوبر ۱۹۰۶ء)

عقیدہ۲۳:......قادیانی عقیدہ ہے کہ: مرزا غلام احمد "کن فیکون" کا مالک ہے۔ (تذکرہ ص:۵۲۵)

عقیدہ۲۴:......قادیانی عقیدہ ہے کہ: مرزا غلام احمد خدا کا اعلیٰ نام ہے۔ (تذکرہ ص:۲۲۸)

عقیدہ۲۵:......قادیانی عقیدہ ہے کہ: مرزا خدا سے ہے اور خدا مرزا سے۔ (تذکرہ ص:۴۳۶)

"خدا سے تو، خدا تجھ سے ہے واللہ
ترا رتبہ نہیں آتا بیاں میں"

(اخبار بدر ۲۵/اکتوبر ۱۹۰۶ء)

عقیدہ۲۶:...... قادیانی عقیدہ ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دجال، عیسیٰ بن مریم، یاجوج و ماجوج، دابۃ الارض وغیرہ کی پوری حقیقت نہیں کھلی تھی، مرزا غلام احمد پر ان تمام چیزوں کی حقیقت کھل گئی۔ (ازالہ اوہام ص:۶۹۱)

عقیدہ۲۷:......قادیانی عقیدہ ہے کہ: اس زمانہ میں صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی مدار نجات نہیں بلکہ صرف مرزا غلام احمد کی پیروی سے نجات ہوگی۔ (اربعین ص:۷)

عقیدہ۲۸:......قادیانی عقیدہ ہے کہ: جو لوگ مرزا غلام احمد کو (مندرجہ بالا صفات کے ساتھ) نہیں مانتے وہ شقی ازلی ہیں جو دوزخ بھرنے کے لئے پیدا کئے گئے۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص:۸۲، ۸۳)

عقیدہ۲۹:......قادیانی عقیدہ ہے کہ: جو شخص مرزا کی پیروی نہ کرے وہ خدا اور رسول کا نافرمان اور جہنمی ہے۔ (اشتہار معیار الاخیار مورخہ ۲۵/مئی ۱۹۰۰ء)

عقیدہ۳۰:......قادیانی عقیدہ ہے کہ: ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا، یا محمد کو مانتا ہے مگر مسیح موعود (غلام احمد قادیانی) کو نہیں مانتا، وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ (کلمۃ الفصل ص:۱۱۰، مصنفہ مرزا بشیر احمد)

عقیدہ۳۱:...... قادیانی عقیدہ ہے کہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جو معجزات قرآن کریم میں بیان فرمائے گئے ہیں سب مسمریزم کا کرشمہ تھے۔ (ازالہ اوہام حاشیہ ص:۳۰۵)

عقیدہ۳۲:...... قادیانی عقیدہ ہے کہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قرآنی معجزات مکروہ اور قابل نفرت ہیں، چنانچہ مرزا قادیانی لکھتا ہے:

"اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان عجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم نہ رہتا۔" (ازالہ اوہام حاشیہ ص:۲۵۸)

عقیدہ۳۳:...... قادیانی عقیدہ ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بطور معجزہ صرف چاند گہن ہوا اور مرزا غلام احمد کے معجزہ کے طور پر چاند اور سورج دونوں کو گہن ہوا۔ (اعجاز احمدی ص:۷۱)

یہ عقائد صریح طور پر اسلام کی ضد اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت ہے، اس لئے مرزا غلام احمد کے ماننے والوں سے خیر خواہانہ گزارش ہے کہ ان کفریہ عقائد سے توبہ کرکے دوبارہ اسلام میں داخل ہوں۔

☆☆..........☆☆

کوئے جاناں

(راشد منظور)

ایک صحابیٔ رسولؐ کی محبت ووارفتگی کی دلکش ودلچسپ داستاں

پورا ایک ماہ ہو چکا ہے حرم میں پڑے ہوئے، زادِ سفر ختم ہو چکا ہے، زنبیل بھی خالی ہو چکی ہے، مقل کے جو کچھ دانے ساتھ تھے وہ بھی ختم ہو چکے ہیں بھوک چمکتی ہے تو نہایت اطمینان سے اٹھتے ہیں، زمزم سے چند گھونٹ پانی پی کر بھوک کی شدت کم کر لیتے ہیں، نہ بھوک کا احساس ہے نہ پیاس کی پریشانی، نہ منزل کا پتا ہے نہ کسی سے پوچھتے ہیں بس ایک انجذابی سی کیفیت ہے کہ جس گوہر مقصود کو ڈھونڈنے نکلے ہیں، دل کبھی اس کو پہچانے گا ہی، آنکھیں کبھی اس کو تاڑیں گی ہی، آفتاب طلوع ہوتا ہے تو نگاہیں دن بھر اس آفتاب کو ڈھونڈتی رہتی ہیں جس کی روشنی سے روح کی سب تاریکیاں دور ہو جاتی ہیں، رات ہو جاتی ہے تو نظریں اس چاند کو تلاش کرتی ہیں جس کی روشنی میں راتے جگمگا اٹھتے ہیں، دن رات ایک ہی لگن ہے کہ کسی طرح اس جمال جہاں آراء کا نظارا ہو جائے، لحظہ لحظہ جگر سوزی بڑھ رہی ہے اور انتظار کی گھڑیاں طویل تر ہوتی جا رہی ہیں صبر نہ ہو سکا جذبہ عشق و مستی میں اپنے محبوب کے بارے میں کسی سے پوچھ ہی لیا وہ تو پہلے ہی ان کے محبوب کا دشمن تھا وہ ان کا سوال سن کر آگ بگولا ہو گیا اور پوری قوت سے چلایا "ارے صابی" چاروں طرف سے لوگ ٹوٹ پڑے اس قدر مارا کہ بے ہوش ہو گئے نجانے کس وقت ہوش آیا خون میں لت پت تھے، بڑے اطمینان سے زمزم پر آئے خون صاف کیا، پانی پیا اور پھر اسی جگہ آ بیٹھے، ارادے کی پختگی میں کوئی جنبش نہ ہوئی جذب کا یہ عالم تھا کہ ایک ہی دھن لگی ہوئی تھی "میرا محبوب، میرا محبوب۔"

وہ شخص جو اس قدر جری تھا کہ تن تنہا رات کی تاریکی میں قافلوں کو لوٹ لیا کرتا تھا، بڑے بڑے بہادروں کو ناکوں چنے چبوا دیتا تھا پیادہ حملہ کرتا تو عجب چستی و چالاکی کا مظاہرہ کرتا اور اپنی ان قزاقانہ مساعی پر خوب دادو تحسین وصول کرتا وہی شخص میدان عشق میں یوں پٹ رہا ہے کہ لہولہان ہوا جاتا ہے:

دل پھنس گیا مشکل میں جان آ گئی آفت میں
رکھا ہے قدم میں نے اب کوئے محبت میں

شاید قدرت نے ان کی ہدایت کا فیصلہ فرما دیا تھا کہ ان کے خیالات میں عظیم انقلاب برپا ہوا رہزنی سے تائب ہو گئے اور خدائے واحد کی پرستش کرنے لگے، کسی نے پوچھا: آپ کس کی نماز پڑھتے تھے؟ فرمایا: اللہ کی، اس نے پھر پوچھا: کس طرف رخ کرکے؟ جواب فرمایا جدھر اللہ جھکا دیتا ہے۔

اس اللہ کے بندے نے اس جانگسل واقعہ کے بعد بھی حرم محترم کو نہیں چھوڑا جو دھن تھی بندھی رہی، ایک دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ادھر کو گزر ہوا آپ نے دیکھا ایک خستہ حال مسافر پڑا ہوا ہے، آپ کو بہت ترس آیا اسے اپنے ساتھ گھر لے گئے، رات علیؓ کے گھر گزاری پھر صبح حرم میں آ گئے اپنی زنبیل اور مشک رکھ کر تلاش محبوب میں باہر چلے گئے:

اے میرے خضر کب ختم ہوتی ہے میری طلب
اس کو چلا ڈھونڈنے جو ابھی ملا نہیں

شام تک محو تلاش یار رہے لیکن ناکام لوٹے، مغرب کے بعد علی المرتضیٰؓ تشریف لائے اور ان کو گھر لے گئے یہ رات بھی اسی طرح خاموشی سے گزر گئی، صبح ہوتے ہی پھر حرم میں آ گئے، رات ہوئی تو پھر حضرت علیؓ تشریف لائے اب ان سے نہ رہا گیا پوچھ ہی لیا: آخر تم کو کیا چیز یہاں لائی ہے؟ کس ضرورت سے آئے ہو، بولے: اگر عہد کرتے ہو کہ میری رہنمائی کرو گے تو بتاؤں گا۔ عہد کیا گیا فرمایا: میں نے سنا ہے کہ مکہ میں ایک شخص پیدا ہوا ہے جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے یہ سن کر میں نے اپنے بھائی کو بھیجا لیکن تشفی نہ ہوئی خود اس سے ملنے آیا ہوں، حضرت علیؓ ان کو لے کر آستانہ محبوب پر پہنچے، راز و نیاز کی باتیں ہوئیں اور انہوں نے محبوب کے ہاتھوں میں ہاتھ دیا: اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ۔

وہاں سے واپس آتے ہی حرم میں پہنچے اور کفار کے مجمع میں گھس گئے یہ نعرہ مستانہ بلند کیا، پھر کیا تھا لوگ چاروں طرف سے ٹوٹ پڑے اتنا مارا کہ لہو میں نہا گئے، حضرت عباسؓ نے ان کی جان بچائی کیونکہ یہ اس قبیلے سے تھے، جہاں سے اہل عرب

تجارت کے لئے کھجوریں لایا کرتے تھے، وردِ محبت تھا کہ دل کی گہرائیوں میں جذب ہوگیا تھا جس نے ان کی حالت کو عجیب طرز پر ڈھال دیا تھا، بال پریشان رہتے تھے داڑھی الجھی رہتی تھی کوئی اس حال میں دیکھتا تو نہلا دھلا کر کپڑے بدل دیتا، رنگ گندمی تھا جو اس حالت جذب میں دھوپ وغیرہ سے سیاہ ہوگیا تھا، ٹاٹ کا بستر تھا کسی نے پوچھا آپ نرم گدا کیوں نہیں بنوا لیتے؟ تو ہاتھ اٹھا کر فرمانے لگے:

"یا اللہ دنیا میں جو چیزیں تو نے
اپنے مرضی سے عطا کی ہیں ان کے مطابق
بھی مغفرت کا طلب گار ہوں۔"

لباس وغیرہ کی پرواہ نہیں تھی جیسا ملتا پہن لیتے ایک دن بدوؤں کا سا کمبل اوڑھ رکھا تھا کسی نے پوچھا: کیا آپ کے پاس اور کپڑا نہ تھا، فرمایا: ہوتا تو تم ضرور اس کو میرے جسم پر دیکھتے، اس نے کہا: دو دن ہوئے میں نے آپ پر ایک نہایت عمدہ جوڑا دیکھا تھا، فرمایا: تھا تو لیکن ایک محتاج کو دے دیا، اس نے کہا: نہیں، آپ سے زیادہ محتاج کون ہو سکتا ہے؟، آپ اس پر جلال میں آگئے اور سخت لہجے میں فرمایا: خدا تجھے بخشے، تو نے دنیا کو عظمت کی نگاہ سے دیکھا ہے، کیا میرے جسم پر یہ چادر نہیں؟ اس شخص کے پاس تو یہ بھی نہ تھی، پھر فرمایا: اے شخص میرے پاس بکریاں

> آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
> "ابوذرؓ اکیلا ہی چلتا ہے، اکیلا ہی مرے گا اور اکیلا ہی اٹھے گا۔"

ہیں جن کا دودھ پیتا ہوں، میرے پاس گدھے ہیں جو باربرداری کے کام آتے ہیں، غلام ہیں جو میری خدمت کرتے ہیں اور عید بقر عید کے لئے ایک ایک عبا بھی ضرورت سے زائد میرے پاس ہے، بس تم خود انصاف کرو ان نعمتوں سے بڑھ کر بھی کوئی نعمت ہو سکتی ہے؟ بلکہ عبا کے بارے میں ڈرتا ہوں کہ مجھ سے اس کے بارے میں باز پرس نہ ہو جائے۔

اللہ اللہ ان کا جذب ہمارے مجذوبوں کی طرح نہ تھا کہ نہ حقوق العباد کا خیال نہ حقوق اللہ کا دھیان نہ فرائض کی فکر نہ سنتوں کی پرواہ، نہ ستر کا ہوش نہ حرام و حلال کی تمیز، ان کا جذب ایسا نہیں تھا کہ نماز روزہ اور دیگر شرعی امور سے آزاد ہوگئے ہوں بلکہ وہ ایسے مجذوب تھے جو ہمارے بڑے بڑے عاقلوں سے زیادہ عاقل اور باہوش تھے فرائض میں تو کسی قسم کی کوتاہی ان سے قطعاً ثابت نہیں، محمدی جذب کا اثر تھا کہ اپنے محبوب کی اداؤں کی سختی سے پابندی فرماتے تھے ایک مرتبہ کسی بات پر غصہ آگیا تو بیٹھ گئے پھر فوراً ہی کیچڑ سے بھری ہوئی زمین پر لیٹ گئے پوچھا گیا: آپ نے ایسا کیوں کیا؟ فرمایا کہ مجھ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تم میں سے جب کسی کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہو تو اسے چاہئے کہ بیٹھ جائے کہ اس سے غصہ جاتا ہے ورنہ پھر لیٹ جائے، ایک دفعہ ایک غلام (جو حکومت کی طرف سے امام مقرر تھا) کی امامت میں نماز ادا کر لی کیونکہ انہیں حکم دیا گیا تھا: اگر تم پر حبشی غلام بھی مقرر کر دیا جائے تو اس کی اطاعت کرنا۔

آج کل زہد و تقویٰ اس کا نام ہے کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر صحراؤں اور جنگلوں میں نکل جانا چاہئے جو جتنا رشتہ داروں، محلہ داروں اور آبادی سے دور ہوگا اتنا ہی زاہد سمجھا جائے گا اور جتنا بدحال اور اپنے میں مست ہوگا اتنا ہی پہنچا ہوا ہوگا، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی ہے۔ راستوں سے ہڈیاں اٹھانا بھی صدقہ ہے، کسی بھٹکے ہوئے کو راستہ بتا دینا بھی صدقہ ہے، کسی کمزور کی معاونت کرنا بھی صدقہ ہے، اور اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کرنا بھی صدقہ ہے، انہوں نے اسی تعلیم کی بنا پر شادی کی تھی۔

سرکاری بیت المال سے جو وظیفہ ملتا تھا اس میں سے سال بھر کی ضروریات خرید کر باقی رقم فقراء

> آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے ایک شخص سنسان وادی میں جان دے گا، جس کے جنازے میں مسلمانوں کا ایک گروہ آکر شریک ہوگا۔"

میں تقسیم کر دیتے تھے اگر سونے چاندی کے سکے ہوتے تو انہیں پیسوں میں تبدیل کر لیتے کیونکہ انہوں نے اپنے خلیلؐ سے سنا تھا:

"جس نے سونے چاندی پر گرہ لگائی
وہ اس کے مالک کے لئے انگارے ہیں۔"

جب بھی حدیث جاناں کا ذکر کرتے تو فرماتے: میرے محبوب نے مجھے وصیت کی ہے: "میں نے اپنے دوست سے سنا ہے۔"

احنف بن قیس راوی ہیں کہ میں نے بیت المقدس میں انہیں ایک حدیث بیان کرتے ہوئے سنا صرف اتنا ہی کہتے تھے: مجھے میرے محبوب نے خبر دی ہے، چیخ مارتے پھر کہتے: مجھے میرے محبوب نے خبر دی ہے، اور چیخ مارتے پھر یہی کہتے حتیٰ کہ چوتھی بار ضبط کر کے حدیث بیان کی۔ ایک مرتبہ خیال آیا کہ دنیا میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کر لیتے ہیں، آخرت میں کیا ہوگا جب آپ بہشت میں ہوں گے اور میرا وہاں جانا مشکوک ہے تو اتنے مضطرب ہوئے کہ سیدھے آستانہ عالیہ پہنچے جواب ملا: تم اسی کے ساتھ رہو گے جسے چاہتے ہو، اسی جذب کا اثر تھا جو بات ایک مرتبہ اپنے محبوب سے سن لی عمر بھر اس کو نبھا دیا، اس لئے وصال نبویؐ کے بعد خود کو

اسی حالت پر رکھا جس حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ گئے تھے:

ہمارے بعد کہاں یہ وفا کے سلسلے
کوئی کہاں سے ہمارا جواب لائے گا

لوگوں سے مجذوبانہ انداز میں بگڑ بھی جایا کرتے تھے، ایک مرتبہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ (جو یمن کے گورنر تھے) ان سے ملنے گئے تو ان کی کمر سے لپٹ گئے اور کہتے جاتے تھے: میرے بھائی مرحبا، میرے بھائی مرحبا، لیکن یہ کہتے جاتے تھے، ہم سے دور رہو، ہم سے دور رہو، دیر تک یہی سلسلہ جاری رہا لیکن بعد میں راضی ہوگئے، صرف لوگوں سے بگڑتے ہی نہیں تھے بلکہ مجذوبانہ انداز میں مسکراتے بھی تھے اور مزاح بھی فرمالیا کرتے تھے، ایک مرتبہ کسی نے ان کا نام لے کر پوچھا کہ آپ ہی ہیں؟ تو فرمایا: میری بیوی کا بھی یہی خیال ہے۔

آخری عمر میں مدینہ کے نواحی علاقہ ربذہ میں ایک چھوٹی سی کمبل کی کٹیا بنالی تھی، آپ کی ایک ہی صاحبزادی صاحبہ تھیں، ان کو بھی ساتھ لے گئے اور زوجہ محترمہ کا تو پہلے ہی ہروقت ساتھ تھا۔

ہجرت کا بتیسواں سال اپنے آخری ایام پورے کررہا تھا، حج بیت اللہ کے دن قریب آرہے تھے، قافلوں پر قافلے مکہ مکرمہ روانہ ہورہے تھے، اور آپ کی کٹیا کے سامنے سے گزر رہے تھے دل مشوش ہوکر رہ جاتا، بیماری ونقاہت نے اس قابل نہ چھوڑا کہ جنبش ہی کرسکتے، اس پرشوکت حج میں شرکت نہ فرماسکے جس کے امیر خلیفہ سوم سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے۔

ربذہ کی آبادی بالکل تھوڑی تھی اور جتنے لوگ تھے وہ بھی اس حج میں شرکت کے لئے چلے گئے کہ پھر ایسا وقت نصیب ہو یا نہ ہو، صرف یہی اپنی زوجہ محترمہ اور صاحبزادی صاحبہ کے ساتھ ربذہ میں رہ گئے، تمام ربذہ خالی ہوگیا تھا، حج کا وقت قریب آگیا تھا اور حجاج کرام کی آمدورفت بند ہوگئی تھی، راستے سنسان پڑے ہوئے تھے دور دور تک سناٹا تھا اللہ کے مجذوب کی حالت لحہ بہ لحہ خطرناک ہوتی جارہی تھی یکدم ان کی تیمار دار بیوی نے چیخ ماری آپ نے تسلی دی اور فرمایا: مت رو! صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کے ساتھ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ تم لوگوں میں سے ایک شخص سنسان وادی میں جان دے گا، جس کے جنازے میں مسلمانوں کا ایک گروہ آکر شریک ہوگا اور میں اس دن سے اندازہ کررہا ہوں کہ وہاں پر جتنے لوگ تھے، ان میں سے سب کے سب کسی شہر یا آبادی میں وفات پاچکے ہیں، صرف میں اکیلا رہ گیا ہوں، جا راستہ پر جاکر بیٹھ مسلمانوں کی جماعت ضرور آرہی ہوگی، کیونکہ خدا کی قسم نہ میں جھوٹ بول رہا ہوں اور نہ مجھ سے جھوٹ کہا گیا ہے، وہ بادل نخواستہ روتی دھوتی اٹھیں اور آکر راستہ میں بیٹھ گئیں یکدم ایک جماعت ان کے قریب آکر رک گئی پوچھا گیا: آپ یہاں کیوں کھڑی ہیں؟ فرمایا: مسلمانو! ایک آدمی بے چارہ مررہا ہے اس کے کفن ودفن کا انتظام کرو، اس کے پاس کفن بھی نہیں ہے، اللہ کے یہاں اجر پاؤ گے، پوچھا گیا مرنے والا کون ہے؟ جواب دیا: صحابی رسولؐ، یہ سنتے ہی سب کے ہوش اڑ گئے، پاؤں تلے سے زمین نکل گئی کہرام مچ گیا ایک شور تھا، ان پر ہمارے ماں باپ قربان ان پر ہمارے ماں باپ قربان، ادھر انہوں نے اپنی بیٹی کو حکم دے دیا کہ بکری ذبح کرکے پکاؤ مہمان آرہے ہیں جب وہ مجھے دفن کرلیں تو تم ان سے کہنا کہ ابا نے خدا کی قسم دی ہے کہ جب تک کھانا نہ کھالیں اپنی سواریوں پر سوار نہ ہوں، ان کے خلیلؐ نے بتایا تھا کہ مہمانوں کا اکرام کرو چاہے تمہاری جان ہی کیوں نہ نکل رہی ہو، اتنے میں مومنین کی جماعت اندر آئی، انہوں نے جماعت کو مخاطب کرکے فرمایا: تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں جو شخص مجھے کفن دے وہ نہ تو کسی صوبے کا والی ہو نہ عریف، اس جماعت میں صرف ایک انصاری جوان ایسا ملا جس میں یہ شرائط پائی جاتی تھیں، اس نے کہا: میرے پاس دو چادریں ہیں اور ایک میرے بدن پر ہے جنہیں میری ماں نے اپنے ہاتھوں سے بُنا ہے یہ کانی و اونی ہیں، یہ سن کر فرمایا: بس انہی کپڑوں میں مجھے کفنانا، اس کے بعد ان کے بدن نے جھرجھری سی لی اور فرمایا: میرا رخ قبلہ کی طرف کردو، ایسا کردیا گیا، اس کے بعد زبان مبارک سے یہ آخری الفاظ نکلے اور مجذوبوں کا سردار ہمیشہ کے لئے رخصت ہوگیا۔

"بسم اللہ وعلی ملت رسول اللہ"

آہ! ان کے خلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا تھا وہ کس کس انداز سے پورا ہوکر رہا، ان کے محبوب خلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

"ابوذرؓ اکیلا ہی چلتا ہے، اکیلا ہی
مرے گا اور اکیلا ہی اٹھے گا۔"

انا للہ وانا الیہ راجعون

☆☆........☆☆

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار، میٹھادر کراچی
فون: 2545573

منافقینِ مدینہ اور اخلاق رسول ﷺ

محمد شمیم اختر قاسمی

نور نبوت کی کرنیں غار حرا کے منبع نور سے پھوٹیں تو اس کا عکس سب سے پہلے مکہ کے معاشرہ پر پڑا' کیونکہ خود حضور اکرم ﷺ مکہ کے ایک مشہور اور معروف قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے' اس طرح اس نئے مذہب کا علم مکہ کے سرداروں اور لوگوں کو سب سے پہلے ہوا' مکہ میں اس وقت دو قسم کے اشخاص تھے' ایک وہ جو واضح طور پر کافر تھے اور دین اسلام کے کٹر مخالف تھے' دوسرا طبقہ ضعیف مسلمانوں کا تھا جو کٹر مسلمان تھے (خیال رہے کہ حضور اکرم ﷺ کی دعوت پر عورتوں میں سب سے پہلے آپ ﷺ کی زوجہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے لبیک کہا' مردوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور بچوں میں سب سے پہلے آپ ﷺ کے چچازاد بھائی حضرت علی ابن ابی طالب مشرف بہ اسلام ہوئے' پھر قبول اسلام کا سلسلہ آگے بڑھتا ہے) مکہ میں یہودی اور عیسائی آبادی نہ تھی' بلکہ دین ابراہیمی کی بگڑی ہوئی شکل اور بت پرستی تھی' اس کے برعکس مدینہ کا معاشرہ کئی اعتبار سے مکہ سے مختلف تھا' پہلا فرق یہ تھا کہ مکہ کی زندگی میں منافق طبقہ موجود نہیں تھا' کھل کر لوگ مسلمان تھے یا کھل کر کافر تھے' جب کہ مدینہ میں ایک بڑا طبقہ منافقوں کا پیدا ہوگیا تھا' یہ طبقہ مالدار' موثر اور باوقار تھا' اس نے اسلام کو اندر سے نقصان پہنچانے کے بڑے بڑے پلان بنائے حتی کہ آنحضرت ﷺ کے قتل کا پلان بھی بنایا' مگر چونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کی حیات پاک کا خود محافظ تھا' اس لئے کوئی شخص آپ ﷺ کے قتل پر قادر نہیں ہوسکتا تھا' ارشاد ربانی ہے: "واللہ یعصمک من الناس" (سورہ نحل)

اس حفاظت کی ضمانت کے بعد حضور ﷺ نے اپنی جان کی حفاظت کے لئے پہرہ داروں کو منع کردیا اور کہہ دیا کہ جاؤ اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت کی ضمانت دے دی ہے۔

منافقین مدینہ میں سب سے پہلا اور اہم نام عبداللہ بن ابی ابن سلول کا ہے' اوس اور خزرج یمنی قبیل کے اولاد تھے اور یمنی تھے' یمنی اور مضری قبائل میں باہم سخت جنگ وجدال تھا' مگر حکمت خداوندی دیکھئے کہ اپنے پاسبان پائے یمنی قبائل سے' یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں اور خلفائے راشدین کے زمانے میں یمنی اور مضری تنازعات نہیں ابھرے' انصار مدینہ میں اور خلفائے راشدین کے زمانے میں یمنی اور مضری تنازعات نہیں ابھرے' انصار مدینہ یمنی تھے اور رسول خدا ﷺ مضری تھے' یہ دو عناصر اسلامی تاریخ کے مطالعہ کے لئے اشد ضروری ہیں' ان ہی تنازعات نے بنی امیہ کے آخر میں اس حکومت کی دھجیاں اڑادیں' اندلس میں مسلمانوں کو جو شکست ہوئی اور حکومت کے پرخچے اڑے اس میں بھی یمنی اور مضری قبائل کے اختلاف نے اہم کردار ادا کیا' لیکن حکمت نبوی ﷺ نے اور بصیرت نبوی ﷺ نے یمنیوں سے استمداد کے ذریعہ دونوں کے اختلاف کا خاتمہ کردیا' یہاں تک کہ حضور ﷺ نے فرمادیا کہ ایمان تو یمن والوں کا ہے' ان کے دل نرم ہوتے ہیں اور ان کی طبیعتیں حق کے لئے کھلی ہوئی ہیں:

"الایمان یمان والحکمة یمانیة انهم ارقهم قلوباً والینهم عریقة"

ان اختلافات کے دب جانے کے بعد ہم کو اس حکمت نبوی کی عظمت محسوس ہوتی ہے کہ ایک طرف آپ نے صدیوں سے جاری کشمکش کو یمنیوں اور مضریوں کے درمیان سے ختم کردیا' دوسری طرف آپ ﷺ نے اوس وخزرج کے درمیان صدیوں سے برپا قبائلی جنگ کی آگ کو بھی دبا کر رکھ دیا' آپ ﷺ نے جنگ بعاث کے شعلوں کو ہمیشہ کے لئے بجھادیا' جنگ بعاث وہ آخری جنگ ہے جو اوس وخزرج کے درمیان ہوئی' جس میں سینکڑوں آدمی قتل ہوئے' اس

جنگ کا اصل محرک قبائلی عصبیت تھی۔

ایک بار اوس اور خزرج قبائل کے افراد مل جل کر باہم ایک چوپال میں بیٹھے محبت کی باتیں کر رہے تھے کہ ادھر سے ایک یہودی گزرا' اس نے دیکھا کہ اسلام نے کس طرح سے اوس وخزرج کے درمیان اختلافات کو دور کر کے محبت وخلوص کے رنگ میں رنگ دیا ہے' اس بوڑھے یہودی کو حسد ہوا اور اس نے ایک نوجوان یہودی کو وہ نظمیں یاد کرائیں جو بعاث کے جنگ کے بارے میں اوس کے شاعروں اور خزرج کے شاعروں نے کہی تھیں۔ نظم یاد کرانے کے بعد اس نے اس نوجوان کو حکم دیا کہ تم جاؤ اور جا کر اوس وخزرج کے مجمع میں بیٹھ کر انہیں یہ نظم سناؤ' اس نے جب ان متاثرانہ نظموں کو سنایا تو اوس وخزرج کے اندر قبائلی جذبات بھڑک اٹھے اور دونوں بولے کہ پھر دودو ہاتھ ہو جائیں۔ یہاں تک کہ اسلحہ لے کر دونوں جنگ کے لئے میدان میں پہنچ گئے' جب حضور اکرم ﷺ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو آپ سرعت کے ساتھ میدان جنگ میں پہنچے' فریقین کو روکا اور فرمایا:

''میں تمہارے درمیان زندہ موجود ہوں اور تم جاہلیت کی جنگ کرنے جارہے ہو۔''

آپ ﷺ کی نصیحت پر فریقین نے سمجھ لیا کہ یہ شیطانی نرغہ اور یہودیوں کی سازش تھی' چنانچہ ان دونوں قبائل نے توبہ کی' ایک دوسرے کے گلے ملے اور محبت کے ساتھ حضور ﷺ کی قیادت میں واپس آ گئے۔

اس واقعہ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مدینہ کے معاشرہ میں قبائلی عصبیت کی اور نفرت کی کیسی کیسی چنگاریاں پوشیدہ تھیں' ان میں سے ہر چنگاری شجر اسلام کو جڑ سے اکھاڑنے اور خاکستر کرنے کے لئے کافی تھی' لیکن حکمت نبوی ﷺ کی ظرف نگاہی نے سارے عناصر کو دبا رکھا تھا' ورنہ یہودیت اور نفاق دو بڑے زہرناک عناصر تھے۔

عبداللہ بن ابی ابن سلول اپنی دادی کے نام سے معروف تھا' اس کی دادی کا نام سلول تھا' وہ ابن سلول کہلاتا تھا' جنگ بعاث کے بعد اس نے زیادہ اہمیت اختیار کر لی تھی' اور اوس وخزرج دونوں نے متفقہ طور پر طے کر لیا تھا کہ عبداللہ بن ابی ابن سلول کو مدینہ کا بادشاہ بنا دیا جائے گا' اس کو تاج پہنانے کی ساری تیاریاں بھی کر لی گئی تھیں' اس درمیان میں نبوت کی شعاعیں مدینہ میں پڑیں' آنحضرت ﷺ اور مسلمانوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی' اس وجہ سے صورت حال بدل گئی۔

عبداللہ بن ابی ابن سلول نہایت متمول تھا' بہت خوبصورت اور دل کش شخصیت کا مالک تھا' مدینہ میں اس کا طوطی بولتا تھا' وہ قبیلہ خزرج کا سردار تھا' یاد رہے کہ خزرج بڑا قبیلہ تھا اور اوس اس کے مقابلہ میں چھوٹا' یہی وجہ ہے کہ اوس نے اپنے افراد کی قلت کے باعث دو یہودی قبائل سے دوستی کر رکھی تھی' بنی نضیر اور بنی قریظہ سے' جب کہ خزرج نے معاہدہ کر رکھا تھا' بنی قینقاع سے جو نسبتاً چھوٹا قبیلہ تھا' اس پس منظر میں تعجب ہوتا ہے کہ انہوں نے اندر سے کوئی بڑی بغاوت کیوں نہیں کی اور اسلام کو پھیلنے دیا اور حضور اکرم ﷺ کی قیادت کو بظاہر تسلیم کر لیا' مگر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ خود اس کا بیٹا عبداللہ بن عبداللہ بن ابی ابن سلول مخلص مسلمان ہو گیا اور ان کی بیٹی جمیلہ بھی مسلمان ہو گئی تھیں' اس کے داماد حنظلہ بن عامر راہب شہید ہوئے اور غسیل ملائکہ کہلائے۔

بہرحال اس نے اپنی تاج پوشی کی تقریب کا انتظار کیا' مگر جب بدر کے موقعہ پر ۲ ہجری میں اسلام کی مکمل فتح ہوئی اور سارے سرداران مکہ قتل کر دیئے گئے تو یہود مدینہ بھی ڈر گئے' اس وقت خوف کی وجہ سے اور مسلمانوں کی طاقت بڑھ جانے کی وجہ سے ابن سلول مسلمان ہو گیا' لیکن اس کا اسلام ظاہری تھا' اندر سے کافر تھا' نہ صرف یہ کہ منافق تھا بلکہ منافقوں کا سردار بن گیا' تین سو منافقین مرد اور ستر عورتیں منافقات اس کی قیادت میں تھیں' یہ لوگ مسلمانوں کے اندر اپنا اثر رکھتے تھے اور مسلمان کہلاتے تھے' روزہ نماز ادا کرتے تھے مگر اندر اندر اسلام کے خلاف سازش میں مشغول تھے' کوئی موقع سازش کا اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا اپنے ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے' اس لئے ان سے نپٹنا آسان نہ تھا' یہ نبی اکرم ﷺ کی ظرف نگاہی' تحمل وبردباری اور اعلیٰ اخلاق کا کرشمہ تھا کہ اس طبقہ کے ساتھ نہایت فاضلانہ اخلاق کا مظاہرہ کیا اور منافقوں کے نہایت رذائل اخلاق کو برداشت کیا۔

جنگوں میں منافقین نہیں جاتے تھے اور جاتے

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 2514972-2531133

تھے تو فتنہ پھیلایا کرتے تھے' عبداللہ بن سلول بھی عام طور سے غزوات میں شریک نہیں ہوتے تھے' ان کی مدینہ میں عظمت اور قبیلہ خزرج میں اہمیت بہت زیادہ تھی۔ آنحضرت ﷺ بھی ان کی عزت کرتے تھے' خزرجی صحابہ حضور ﷺ سے فرمایا کرتے تھے کہ یا رسول اللہ ﷺ اس پر رحم کیجئے' اس لئے کہ یہ تصور رکھتے ہیں کہ مدینہ میں آپ کی آمد سے ان کی بادشاہت چلی گئی' اس لئے حضور ﷺ بھی ان کی دل دہی کیا کرتے تھے' ورنہ اندیشہ تھا کہ ان کے قتل اور سخت سزا سے اسلام کا اتحاد ختم ہوجائے گا' یہی وجہ ہے کہ ان کو کبھی کوئی سزا نہیں دی گئی' ایک دوسری بات یہ کہ اتنے بڑے سردار کے خلاف گواہی نہ مل سکی۔

غزوۂ بنی المصطلق میں عبداللہ بن ابی ابن سلول شریک تھے' پانی کے لئے ایک جہنی صحابی اور مہاجر صحابی میں جھگڑا ہوا' جہنیوں نے انصار کو مدد کے لئے پکارا' مہاجر نے مہاجرین کو آواز دی' اس موقع پر ابن سلول نے انصار کو مخاطب کرکے کہا کہ یہ تم سب کا بڑا کارنامہ ہے' تم ان مہاجرین کو اپنے گھر لے آئے' اپنا آدھا مال دے دیا اور ان پر پیسہ خرچ کررہے ہو' میں کہتا ہوں کہ تم ان کی مدد کرنا چھوڑ دو تو یہ سب کہیں اور بھاگ جائیں گے' مدینہ چل کر میں دیکھوں گا کہ عزت والے ذلت والے کو نکال دیں گے' اس وقت ایک نوجوان صحابی ارقم بن ارقم موجود تھے' انہوں نے جاکر پورے واقعہ کی اطلاع حضور ﷺ کو دے دی۔ حضور ﷺ نے خاموشی اختیار کی' مگر حضرت عمرؓ کی غیرت ایمانی کو جنبش ہوئی' انہوں نے فرمایا: یارسول اللہ! حکم دیجئے کہ میں اس کی گردن قلم کردوں' حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے عمر! لوگ کہیں گے کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں۔

اس واقعہ کی شدت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب ایک صحابی نے کہا کہ ابن سلول کو قتل کردینا چاہئے تو دوسرے صحابی جو خزرج کے تھے اور ابن سلول کے ہم قبیلہ تھے بگڑ گئے اور بولے کہ تم ابن سلول کو قتل نہیں کرسکتے' حضور ﷺ نے معاملہ کو ٹھیک کیا' جب ابن سلول کو معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کو پورے واقعہ کی اطلاع ہوگئی ہے تو وہ سرعت سے حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور قسم کھاکر کہا کہ میں نے کچھ نہیں کہا ہے' اس واقعہ کے کچھ دیر بعد سورۂ منافقون نازل ہوئی' جس سے ابن سلول کی جھوٹی قسم واضح ہوئی اور حضرت ارقم بن ارقم کی رپورٹ صحیح ثابت ہوئی۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت ارقم کو بلاکر سورۂ منافقون سنادی' اب خدشہ یہ تھا کہ خزرج اور مہاجرین میں اختلاف نہ شروع ہوجائے' اس لئے حضور ﷺ نے سفر کا حکم دیدیا' حالانکہ آپ ﷺ اس وقت سفر نہیں کرتے تھے اور پھر پورے دن اور پوری رات سفر کرتے رہے' جب تھک گئے تو صحابہ کرامؓ کو پڑاؤ ڈالنے کا حکم دیا' سارے لوگ سوگئے' کسی نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ آپ تو اس وقت سفر نہیں کیا کرتے تھے' آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نے ابن سلول کی بات نہیں سنی' مطلب یہ تھا کہ فتنہ کو روکنے کے لئے یہ کام کیا گیا تھا۔

اسی سفر میں واقعۂ افک پیش آیا' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کسی ضرورت بشری کے تحت لشکرگاہ سے باہر گئی ہوئی تھیں' جس کا علم کسی کو نہ ہوا' جب وہ واپس لوٹنے لگیں تو ان کی نظر اپنے گلے کے ہار پر پڑی جو ٹوٹ کر گر جانے کی وجہ سے نظر نہ آیا' وہ ان کو تلاش کرنے میں لگ گئیں اور دیر ہوگئی' ادھر قافلہ اپنی جگہ سے کوچ کرگیا تھا' نہ وہاں کوئی آدمی ہے نہ آدم زاد' مجبور ہوکر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئیں یہاں تک کہ ان کو نیند آگئی' حضرت صفوان بن معطل جو قافلہ کے بعد میں آنے والوں میں سے تھے' انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ سورہی ہیں تو فرمایا: انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس آواز سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی آنکھ کھل گئی' حضرت صفوان بن معطل نے اپنے اونٹ کو بٹھادیا' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس پر بیٹھ گئیں' حضرت صفوان بن معطل اونٹ کی مہار پکڑ کر آگے چلتے رہے' یہاں تک کہ منزل کو آپہنچے' ابن سلول نے اس واقعہ کا فائدہ اٹھایا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر اتہام لگایا' جس میں بعض مخلص مسلمان بھی اپنی سادہ لوحی کی بناپر منافقین کے ہم نوا ہوگئے' ان میں حضرت حسان بن ثابت انصاری' حضرت حمنہ بنت جحش اور حضرت مسطح بھی شریک تھے' صحیح صورتحال کی وضاحت پر قرآن کی سورۃ ''سورۂ نور'' نازل ہوئی اور اسے اتہام قرار دیا گیا' چنانچہ مذکورہ تینوں حضرات کو اسی اسی کوڑے لگائے گئے۔ مگر عبداللہ بن ابی بن سلول سے کوئی باز پرس نہ کی گئی اور نہ انہیں کوئی سزا دی گئی' ادھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جب معلوم ہوا کہ اللہ نے میری برأت کے لئے پوری سورۃ نازل فرمادی ہے تو وہ بہت خوش ہوئیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

ابن سلول کی مدینہ میں اہمیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ ان کے لئے مسجد نبوی میں منبر کے قریب ایک ممتاز جگہ بنادی گئی تھی' اس ممتاز جگہ سے وہ لوگوں کو آنحضرت ﷺ کی اطاعت اور فرمانبرداری کی دعوت دیا کرتا تھا' لیکن غزوۂ احد کا موقع آیا اور اس منافق کے مشورے کو حضور ﷺ نے تسلیم نہیں کیا' اس لئے کہ صحابہ کی اکثریت چاہتی تھی کہ شہر مدینہ سے نکل کر جنگ کی جائے' اس لئے حضور ﷺ نے باہر نکلنے کا فیصلہ کرلیا' حالانکہ خود حضور ﷺ کی رائے مدینہ میں رہ کر دفاع کرنے کی تھی' بہرحال حضور ﷺ جمعہ کی نماز پڑھ کر تیار ہوکر نکلے اور مدینہ کے باہر رات گزاری' ابن سلول منافق بھی حضور ﷺ کے ہمراہ نکلا' اس کے ساتھ ان کے

تین سو متبعین بھی تیار ہو کر جنگ کے لئے برآمد ہوئے‘ جب صبح ہوئی اور حضور ﷺ احد کے میدان کے لئے چلے جہاں کفار پہلے سے موجود تھے تو عین موقع پر ابن سلول نے خود بھی اور اس کے متبعین نے مسلمانوں سے علیحدگی اختیار کی اور لوٹ کر مدینہ چلے آئے‘ ابن سلول نے کہا کہ محمد ﷺ نے ہماری مخالفت کی اور لونڈوں کا کہنا مان لیا‘ اگر ہم کو معلوم ہوتا کہ یہ واقعی جنگ ہے تو ہم ضرور شریک ہوتے۔

منافقین بلکہ عبداللہ بن ابی ابن سلول کے اس رویہ سے کئی سوالات پیدا ہوسکتے ہیں‘ ان میں سے ایک یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جب ابن سلول باہر نکل کر جنگ کرنے کا مخالف تھا تو پھر حضور ﷺ کے ساتھ مسلح ہو کر گھر سے کیوں نکلا اور پھر ساتھ رات بھی گزاری؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام ایک سازش کے مطابق کیا گیا تھا‘ مقصد یہ تھا کہ عین جنگ کے موقع پر ایک تہائی تعداد کو دشمن کے سامنے سے نکال لیا جائے تاکہ ایک طرف مسلمانوں کی ہمتیں ٹوٹ جائیں اور کفار کی ہمتیں بڑھ جائیں‘ اس کے تین سو آدمی مدینہ لوٹ آئے۔

ایسے سخت منافق کے بیٹے عبداللہ بن عبداللہ بن ابی بن سلول نہایت سچے پکے اور کٹر مسلمان تھے‘ انہوں نے جب سنا کہ حضور اکرم ﷺ ابن سلول کو قتل کرنا چاہتے ہیں تو وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بولے یا رسول اللہ! میں اپنے باپ کا نہایت فرمانبردار ہوں‘ لیکن اگر کسی نے میرے والد کو قتل کیا تو ہوسکتا ہے کہ پدری شفقت کے تحت میں اس کے قاتل کو قتل کردوں اور ایک مسلمان کو قتل کر کے میں جہنم میں جاؤں‘ لہٰذا آپ حکم دیجئے میں اپنے والد ابن سلول کا سر کاٹ کر آپ کی خدمت میں پیش کردوں‘ مجھے اس میں کوئی تذبذب نہیں ہوگا؟ اس پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب تک تمہارے والد میرے ساتھ ہیں‘ میں ان کے ساتھ حسن سلوک کروں گا‘ چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے تا عمر اس منافق کے سردار کے ساتھ اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کیا‘ اس کو اپنی قمیص بھی دی‘ اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس کے لئے دعائے مغفرت کی۔

منافقین نے عجیب عجیب تبصرے کرنے کو اپنا شعار بنا رکھا تھا‘ جس سے ان کا تشکک ظاہر ہوتا ہے‘ مثلاً غزوۂ خندق میں ایک منافق نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ تو کہتے ہیں کہ ہم قیصر و کسریٰ کو فتح کرلیں گے مگر آج شدت حصار سے یہ حال ہے کہ قضائے حاجت کے لئے بھی باہر نکلنا مشکل ہے‘ واقعی کفار نے سخت حصار کر رکھا تھا‘ مگر یہ اس منافق کے ایمان کی کمزوری تھی‘ بعد میں یہ تمام پیش گوئیاں صحیح ثابت ہوئیں۔

ایک منافق نے غزوۂ تبوک کے موقع پر حضور اکرم ﷺ کی رسالت پر تشکک کرتے ہوئے کہا کہ ان

مفتی عبدالسلام کی شہادت

مولانا سعید احمد جلال پوری

۲۵/رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ مطابق ۸/اکتوبر ۲۰۰۷ء بروز پیر سہ پہر تقریباً چار بجے، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے فاضل، مدرسہ عربیہ عارف العلوم میٹرو ول تھرڈ کے مدیر، مہتمم، استاذ، میرے عزیز، ہم زلف اور جواں سال عالم دین مولوی مفتی عبدالسلام شیر شاہ کراچی کے علاقہ میں کسی ظالم کی تیز رفتار گاڑی کی ٹکر سے موقع پر شہید ہوگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

عزیز موصوف کی شہادت بلاشبہ قابل رشک ہے، کیونکہ وہ ۲۵ کی طاق رات کو رات بھر عبادت اور دعا میں مصروف رہے، صبح سحری کھائی روزہ رکھا، خلاف معمول دوسرے روز بھی وہ ہماری مسجد باب رحمت شادمان ٹاؤن میں تشریف لائے اور ظہر کی نماز باجماعت ادا کی، ختم خواجگان میں شامل ہوئے، دوازدہ تسبیح کا ذکر کیا، ضروری مشورے کئے، مصافحہ کیا اور اپنے مدرسہ کے کام کے لئے شیر شاہ گئے اور اسی راہ حق میں شہید ہوگئے۔

بظاہر طاق رات کی عبادت، توبہ، انابت، دعا، روزہ، عشرہ اخیرہ، ذکر و تلاوت، ختم خواجگان اور پھر خالص دینی کام کی انجام دہی میں مشغول تھے کہ داعیٔ اجل آگیا اور جلدی جلدی لبیک کہتے ہوئے شہید ہوگئے۔ یہ سب حسن خاتمہ کی علامات ہیں، امید ہے اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ عفو و کرم کا معاملہ فرمائیں گے۔

مگر بہرحال پسماندگان کے لئے یہ بہت بڑا سانحہ ہے، مرحوم کا چھ سال قبل ہمارے بچوں کی سب سے چھوٹی خالہ کے ساتھ نکاح ہوا تھا، ان کے دو چھوٹے چھوٹے معصوم بیٹے ہیں، جن میں سے ایک کی عمر ۵ سال اور دوسرے کی صرف ۳ سال ہے، جبکہ مرحوم اپنے گھر کے واحد کفیل بھی تھے۔

بلاشبہ میرے لئے یہ ذاتی سانحہ ہے، کیونکہ مرحوم جس طرح مجھے اپنا بڑا بھائی، روحانی باپ، استاذ اور شیخ جانتا تھا، راقم بھی اسے اپنا بیٹا، شاگرد اور عزیز سمجھتا تھا۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائے پسماندگان خصوصاً بوڑھی والدہ، بیوہ اور معصوم بچوں کی کفایت و کفالت فرمائے اور دوسرے متعلقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

قارئین سے درخواست ہے کہ مرحوم کو اپنی دعاؤں اور ایصال ثواب میں ضرور یاد رکھیں۔

کے پاس خبریں آسمان سے آتی ہیں' مگر ان کو یہ پتا نہیں کہ ان کا اونٹ کہاں چلا گیا ہے؟ جب یہ بات حضور اکرم ﷺ کو معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ بے شک مجھے نہیں معلوم کہ میرا اونٹ کہاں چلا گیا ہے لیکن ابھی اللہ تعالیٰ نے مجھے اطلاع دی کہ وہ اونٹ فلاں جگہ ہے' پھر ایک صحابی ؓ کو حکم دیا کہ جا کر اس اونٹ کو فلاں جھاڑی سے پکڑ لائیں۔

اسی طرح جد بن قیس نے جو بڑا منافق تھا' ایک گہری اور تنگ کھائی میں رات کی تاریکی میں آنحضرت ﷺ کو دھکیل دینا چاہا' مگر پوری سازش کا علم حضور اکرم ﷺ کو ہو گیا' یہ منافقین پہچان بھی لئے گئے' ان سے حضور اکرم ﷺ نے باز پرس کی مگر کسی منافق کو سزا نہیں دی' اقدام قتل کی اس مجرمانہ سازش پر حضور اکرم ﷺ نے کوئی نوٹس نہیں لیا اور نہ انہیں کیفر کردار تک پہنچایا' سوائے کلمہ خیر کہنے کے' بے شک حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے صحیح فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کا اخلاق قرآن تھا۔

دنیا کے بڑے سے بڑے تاریخ کے ہیرو کی زندگی کا مطالعہ کیجئے یہ عظمت اور یہ کھلی ہوئی کتاب زندگی کہیں دیکھنے کو نہیں ملے گی' منافقین کی تعداد تین سو تھی' منافقات کی تعداد ستر تھی' مگر کسی کو کوئی سزا نہیں دی گئی' آج بڑے بڑے جباروں کا حال دیکھئے کس طرح وہ مخالفین کے پرخچے اڑا دیتے ہیں' کم از کم امریکا کی مثال ہمارے پیش نظر رہنی چاہئے کہ وہ کس طرح بے قصوروں کو اپنے غضب کا نشانہ بنا رہا ہے اور انہیں بری طرح کچل رہا ہے' مگر رحمت مجسم کی محبت وحسن اخلاق کا یہ عالم کہ پوری عمر منافقوں کی ریشہ دوانیوں کو برداشت کیا' سازش کرنے والوں سے بردباری برتی اور کسی کو سزا نہیں دی بلکہ جس نے معافی چاہی اس کو معاف کر دیا۔

ذرا غور فرمایئے کہ اسی غزوۂ تبوک کے سفر کے دوران منافقین نے ایک نفاق کا اڈا بنایا تھا' جسے مسجد کا نام دیا گیا تھا۔ قرآن نے اس کا نام مسجد ضرار رکھا' یہ مسجد منافقوں نے اور ابو عامر فاسق نے مل کر بنائی تھی اور چاہتے تھے کہ حضور اکرم ﷺ اس میں جا کر نماز پڑھ لیں' قرآن کریم نے ان کا بھانڈا پھوڑ دیا' ان کی سازش کو طشت از بام کر دیا اور ان کی بدنفسی اور منافقانہ پلان کو واضح کر دیا:

"اور جنہوں نے بنائی ہے ایک مسجد ضد پر اور کفر پر اور پھوٹ ڈالنے کے ارادہ سے مسلمانوں میں اور گھات لگانے کو اس شخص کو جو لڑ رہا ہے اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے پہلے سے اور وہ قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے بھلائی ہی چاہی تھی اور اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔"

(التوبہ:۱۰۷)

علامہ شبیر احمد عثمانی ؒ ترجمہ شیخ الہند ؒ کے حاشیہ پر اس پورے واقعہ کی نزاکت اور اس مسجد کے قیام کا مقصد اور اس کے ذریعہ مسلمانوں کے درمیان نفاق ڈالنے کی جدوجہد وغیرہ پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"واقعہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ مکہ سے ہجرت کر آئے تو اول مدینہ سے باہر "بنی عمرو بن عوف" کے محلہ میں فروکش ہوئے' پھر چند روز بعد شہر مدینہ میں تشریف لے گئے اور مسجد نبوی تعمیر کی' اس محلہ میں جہاں آپ ﷺ پیشتر نمازیں پڑھتے تھے' وہاں کے لوگوں نے مسجد تیار کر لی جو مسجد قبا کے نام سے مشہور ہے۔ آنحضرت ﷺ اکثر ہفتہ کے روز وہاں جا کر دو رکعت نماز پڑھتے اور بڑی فضیلت اس کی بیان فرماتے تھے' بعض منافقین نے چاہا کہ پہلو کی ضد پر اسی کے قریب ایک اور مکان مسجد کے نام سے تعمیر کریں' اپنی جماعت سے جدا ٹھہرائیں اور بعض سادہ دل مسلمانوں کو مسجد قبا سے ہٹا کر ادھر لے آئیں' فی الحقیقت اس ناپاک تجویز کا محرک اصلی ایک شخص ابو عامر راہب خزرجی تھا' ہجرت سے پہلے اس شخص نے نصرانی بن کر راہبانہ زندگی اختیار کر لی تھی۔ مدینہ اور آس پاس کے لوگ خصوصاً قبیلہ خزرج اس کے زہد و درویشی کے معتقد تھے اور بڑی تعظیم کرتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ کے قدوم میمنت لزوم

نوٹ: یہ پیشکش یکم شوال ۱۴۲۸ھ تک کیلئے ہے

علماء کرام کیلئے خصوصی پیشکش

علماء کرام کے اہل خانہ کے لئے ہمارے ہاں سے زیورات کی خریداری پر کسی بھی قسم کی گھڑائی جڑائی نہیں لی جائے گی' مزید بصورت واپسی اصل سونے کی قیمت جب چاہیں واپس حاصل کریں

خادم علماء حق: حاجی الیاس عفی عنہ

ائمہ مساجد بھی اس پیشکش سے فائدہ اٹھائیں

سنارا جیولرز

صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر 2 فون: 2545805-2545080

سے جب مدینہ میں ایمان و عرفان کا آفتاب چمکا تو اس طرح کے درویشوں کا بھرم کھلنے لگا' بھلا نور آفتاب کے سامنے چراغ مردہ کو کون پوچھتا' ابو عامر یہ دیکھ کر چراغ پا ہوگیا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کو اسلام کی دعوت دی اور فرمایا کہ میں ٹھیٹ ملت ابراہیمی لے کر آیا ہوں' کہنے لگا: میں پہلے سے اس پر قائم ہوں' لیکن تم نے اپنی طرف سے ملت ابراہیمی میں اس کے خلاف چیزیں داخل کردی ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے بہت زور سے اس کی تردید فرمائی' آخر اس کی زبان سے نکلا کہ جو ہم میں جھوٹا ہو خدا اس کو وطن سے دور یکہ میں تنہا غربت و بے کسی کی موت مارے' آپ ﷺ نے فرمایا: ''آمین'' خدا ایسا ہی کرے' جنگ بدر کے بعد جب اسلام کی جڑیں مضبوط ہوگئیں اور مسلمانوں کا عروج وفروغ حاسدوں کی نگاہوں کو خیرہ کرنے لگا ابو عامر کو تاب نہ رہی' بھاگ کر مکہ پہنچا تا کہ کفار مکہ کو حضور اکرم ﷺ کے مقابلہ میں چڑھا کر لائے' چنانچہ معرکہ احد میں قریش کے ساتھ خود آیا' مبارزہ شروع ہونے سے پہلے آگے بڑھ کر انصار مدینہ کو جو عہد جاہلیت میں اس کے بڑے معتقد تھے' خطاب کرکے اپنی طرف مائل کرنا چاہا' احمق یہ نہ سمجھا کہ پیغمبرانہ تصرف کے سامنے اب وہ پرانا جادو کہاں چل سکتا ہے۔ آخر انصار نے جو اسے پہلے راہب کہہ کر پکارتے تھے' جواب دیا کہ او منافق دشمن خدا! تیری آنکھ خدا کبھی ٹھنڈی نہ کرے' کیا رسول خدا ﷺ کے مقابلے میں ہم تمہارا ساتھ دیں گے؟

انصار کا مایوس کن جواب سن کر کچھ حواس درست ہوئے اور خبط میں آ کر کہنے لگا: اے محمد! آئندہ جو قوم بھی تیرے مقابلہ کے لئے اٹھے گی میں برابر اس کے ساتھ رہوں گا' چنانچہ جنگ حنین تک ہر معرکہ میں کفار کے ساتھ ہو کر مسلمانوں سے لڑتا رہا' احد میں اسی کی شرارت سے حضور اکرم ﷺ کو چشم زخم پہنچا' دونوں صفوں کے درمیان اس نے پوشیدہ طور پر کچھ گڑھے کھدوا دیئے تھے' وہیں چہرۂ مبارک کے زخمی ہونے اور دندان مبارک کے شہید

منافقین کی تعداد تین سو تھی' منافقات کی تعداد ستر تھی' مگر کسی کو کوئی سزا نہیں دی گئی' آج بڑے جباروں کا حال دیکھئے کس طرح وہ مخالفین کے پرخچے اڑا دیتے ہیں۔

ہونے کا واقعہ پیش آیا' حنین کے بعد جب ابو عامر نے محسوس کرلیا کہ عرب کی کوئی طاقت اسلام کو کچلنے میں کامیاب نہیں ہوسکتی تو بھاگ کر ملک شام پہنچا اور منافقین مدینہ کو خط لکھا کہ میں قیصر روم سے مل کر ایک لشکر جرار محمد ﷺ کے مقابلہ میں لانے والا ہوں جو چشم زدن میں ان کے سارے منصوبے خاک میں ملا دے گا اور مسلمانوں کو بالکل پامال کرکے چھوڑے گا' (العیاذ باللہ) تم فی الحال ایک عمارت مسجد کے نام سے بناؤ' جہاں نماز کے بہانے سے جمع ہو کر اسلام کے خلاف ہر قسم کے سازشی مشورے کئے جاسکیں اور قاصد تم کو وہیں میرے خطوط وغیرہ پہنچادیا کرے اور میں بذات خود آؤں تو ایک موزوں جگہ ٹھہرنے اور ملنے کی ہو' یہ خبیث مقاصد تھے جن کے لئے مسجد ضرار تیار ہوئی اور حضور ﷺ کے روبرو بہانہ یہ کیا کہ یارسول اللہ! خدا کی قسم! ہماری نیت بری نہیں بلکہ بارش اور سردی وغیرہ میں یا مخصوص بیماروں' فاقوں اور ارباب حوائج کو مسجد قبا تک جانا دشوار ہوتا ہے' اس لئے یہ مسجد بنائی گئی ہے تاکہ نمازیوں کو سہولت ہو اور مسجد قبا میں تنگی مکان کی شکایت نہ رہے۔ حضور اکرم ﷺ ایک مرتبہ وہاں چل کر نماز پڑھ لیں تو ہمارے لئے موجب برکت اور سعادت ہو' یہ اس لئے کہ حضور اکرم ﷺ کا طرز عمل دیکھ کر بعض سادہ دل مسلمان حسن ظن کی بنا پر ان کے جال میں پھنس جائیں' آپ اس وقت تبوک جانے کے لئے پابہ رکاب تھے' فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ایسا ہو سکے گا' جب حضور اکرم ﷺ تبوک سے واپس ہو کر بالکل مدینہ کے قریب پہنچ گئے تب جبرئیل امین یہ آیات لے کر آئے' جن میں منافقین کی ناپاک اغراض کو مطلع کرکے مسجد ضرار کا پول کھول دیا گیا' آپ ﷺ نے مالک ابن خشم اور معن ابن عدی کو حکم دیا کہ اس مکان کو (جس کا نام ازراہ خداع وفریب مسجد رکھا تھا) گرا کر پیوند زمین بنادو' انہوں نے فوراً حکم کی تعمیل کی اور جلا کر خاک سیاہ کردیا' اس طرح منافقین اور ابو عامر کے سب ارمان دل کے دل میں رہ گئے اور ابو عامر اپنی دعا اور حضور اکرم ﷺ

کی آمین کے موافق قنسرین (ملک شام) میں تنہا خستہ بے کسی کی موت مرگیا۔"

یہ تمام مباحث ثابت کرتے ہیں کہ منافقین نے کس طرح اسلامی معاشرہ میں رہ کر اسلام کی بیخ کنی کی بھرپور کوشش کی' بنی قینقاع کے محاصرہ کے دوران انہوں نے ان کی مدد کی اور ابن سلول نے ان کو سزا نہیں دینے دی' بنی نضیر سے ابن سلول نے کہلا بھیجا کہ ڈٹے رہو ہم مدد کو آتے ہیں' ان منافقین کا ساز باز جیسا کہ عرض کیا گیا کہ مکہ والوں سے بھی بڑا گہرا تھا' ایک بار مکہ والوں نے ابن سلول کو لکھا کہ ان مسلمانوں سے جنگ کرو ورنہ ہم تم پر حملہ کردیں گے' جب اس خط کا حال حضور اکرم ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے ابن سلول سے کہا کہ دیکھو ہوش سے کام لو' یہ جنگ جو تم لڑنا چاہتے ہو وہ خود اپنے عزیزوں' قریبوں' بھائیوں' بیٹوں اور قریبی اقربا کو قتل کرنے پر ختم ہوگی' اس لئے کہ ہر خاندان میں مسلمان موجود ہیں اور کافر بھی موجود ہیں' کوئی شخص اپنے بیٹے کو قتل کرے گا اور کوئی اپنے باپ کو قتل کرے گا' اس لئے جنگ کرنے سے پہلے خوب سوچ لو کہ کیا کرنے جا رہے ہو' حضور ﷺ کی بات حق تھی جو منافقین کے دلوں میں گھر کر گئی' لہٰذا ان سب نے اس محاذ کو بالکل ہی چھوڑ دیا' اس لئے کہ خود اس کا بیٹا' اس کا داماد' اس کی بیٹی سب پکے مسلمان تھے۔

اس پوری تفصیل سے یقیناً اس نتیجہ پر پہنچا جا سکتا ہے کہ جو شخص بھی حضور ﷺ کے اعلیٰ کردار' انتہائی تحمل و بردباری' حسن اخلاق اور مکارم اخلاق کا مطالعہ کرے گا وہ محسوس کرے گا کہ یہ صفات خلق قرآن میں سے تھے اور یہ عظیم کردار آپ ﷺ نے منافقین کے ساتھ برت کر ثابت کردیا کہ حضور ﷺ اس لئے بھیجے گئے تھے تا کہ اخلاق کے اعلیٰ معیار کو مکمل کریں' اسی فاضلانہ اخلاق کے سلسلے میں حضور ﷺ نے فرمایا: "بعثت لا تمم مکارم الاخلاق۔"

اس اخلاق فاضلانہ سے ہم مسلمانوں کو بھی سبق اور عبرت حاصل کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں خیر امت بنا کر بھیجا ہے' کیا ہم بہترین امت کا مظاہرہ اپنے ملک' اپنے معاشرہ اور اپنے سماج میں کررہے ہیں' ہر جگہ اور ہر طرف انتشار وافتراق پھیلا ہوا ہے' خود مسلمان آپس میں نہ متحد ہیں اور نہ اپنے فرائض کی انجام دہی کررہے ہیں' اس لئے آج مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ دنیا کی ساری قوم ان پر چڑھنے کے لئے تیار ہے' ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم خیر امت کا فریضہ انجام دیں۔ حضور اکرم ﷺ کے اخلاق فاضلانہ کو اپنی زندگی میں نافذ کریں اور "واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا" پر کاربند ہوجائیں۔ ☆☆..........☆☆

HB ®
TRUSTABLE MARK
Hameed ® BROS JEWELLERS
3, Mohan Tarrace Sharhah-e-iraq Saddar Karachi. Code: 74400
Phone : 5675454, 5215551 Fax : (092-21) -5671503

مولانا کریم بخش علی پوریؒ

حیات وخدمات

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ کی وفات کے بعد مرکز شیرانوالہ لاہور میں تعزیتی جلسہ تھا، جس میں جناب نوابزادہ نصراللہ خانؒ، علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ، مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ جیسے کئی قدآور حضرات تشریف فرماتھے، اسٹیج سیکریٹری نے اعلان کیا کہ حضرت الشیخ کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے تشریف لاتے ہیں، راجہ منوراحمد تو ایک نوجوان مجمع کو چیرتے ہوئے بڑی پھرتی کے ساتھ اسٹیج کی طرف بڑھا اور آکر مائک پر قبضہ کرکے نعرے لگانے شروع کردیئے تاجدار ختم نبوت زندہ باد، مرزائیت مردہ باد، قادیانیت مردہ باد، راجہ منور قادیانی مردہ باد اور کہا کہ شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کے مقدس منبر پر قادیانی منحوس قدم نہیں رکھ سکتا اور دھواں دھار تقریر شروع کردی، مولانا چنیوٹیؒ، علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ جیسے حضرات درمیان میں آئے کہ ایک کافر اگر ہمارے حضرت کو خراج تحسین پیش کرتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن وہ جوان بضد رہا حتی کہ راجہ منوراحمد کو بھاگنے پر مجبور کردیا، یہ جوان مولانا کریم بخش علی پوری تھے، جو لاہور میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ تھے، ایک عرصہ تک لاہور میں ختم نبوت کاڈنکا بجاتے رہے۔

۱۹۹۰ء میں ان کی اہلیہ محترمہ بیمار ہوگئیں، آسیب کی شکایت تھی، مجبوراً گھر علی پور بچوں کو منتقل کرنا پڑا اور اہلیہ محترمہ کی تیمارداری اور پریشانی میں زیادہ وقت گزرنے لگا تو لاہور جیسے سینٹر کو خالی نہیں چھوڑا جاسکتا تھا تو راقم الحروف کو بہاولپور سے لاہور تبدیل کردیا گیا۔ موصوف جب گھریلو مجبوریوں سے فارغ ہوئے تو انہیں کچھ عرصہ چناب نگر کا مبلغ مقرر کیا گیا، لاہور جیسے روشنیوں اور پارکوں کے شہر میں زندگی گزارنے والے کریم بخش کا دل چناب نگر جیسے خزاں رسیدہ اور کفر وضلالت کے مرکز میں نہ لگا تو موصوف گھر چلے گئے اور کھیتی باڑی میں مصروف ہوگئے اور یوں رابطہ منقطع ہوگیا، گزشتہ سال بندہ ان کے بھائی قاری شبیر احمد کے سسر مولانا محمد عمر کی تعزیت کے لئے ان کے آبائی علاقہ باقر شاہ شمالی گیا تو کافی دیر جماعتی امور پر گفتگو کرتے رہے اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ دوبارہ مجلس میں رکھ لیا جائے اور کوئی حلقہ دے دیا جائے۔

مولانا کریم بخش علی پوریؒ کا ایک اہم کارنامہ جامع مسجد عائشہ مسلم ٹاؤن لاہور کا قادیانیوں سے واگزار کرانا ہے، تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ تبلیغی جماعت کے کچھ افراد تبلیغی گشت پر مسلم ٹاؤن کے رہائشیوں سے ملے اور مسجد میں تعلیم وبیان میں شرکت کی دعوت دی، تو کچھ مقامی احباب نے کہا کہ ہم آپ کے بیان میں اس وقت تک شرکت نہیں کریں گے جب تک مسجد عائشہ قادیانیوں سے واگزار نہیں ہوجاتی، جماعت کے رفقاء میں سے کسی ساتھی نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان کا ایڈریس دیا تو مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ نے مولانا عبدالکریم علی پوری کو حکم فرمایا کہ وہ فوری طور پر مسلم ٹاؤن اشفاق حسین بٹ، ظہیر الدین بابر اور دوسرے رفقاء سے رابطہ کریں، چنانچہ موصوف مذکورہ بالا رفقاء سے ملے، نیز مسلم ٹاؤن کے بانی کے پوتے سید حسین شاہ مرحوم سے ملے، شاہ صاحب نے مجلس کے نام مسجد عائشہ کی تولیت وانتظام کے کاغذات لکھے اور یوں مجلس نے جامع مسجد عائشہ کو اپنی تحویل میں لے لیا، یقیناً یہ مولانا کریم بخش کے لئے صدقہ جاریہ سے کم نہیں۔ مولانا کریم بخش ۱۹۸۰ء کی دہائی میں اس سے قبل کافی عرصہ لاہور میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ رہے، جب تک ان کی اہلیہ محترمہ تندرست رہیں فعال رہے، جب اہلیہ بیمار اور آسیب کی شکار ہوگئیں تو ان کی کارکردگی بھی متاثر ہوگئی۔ بیماری بڑھنے کی وجہ سے اہلیہ اور بچوں کو گھر باقر شاہ شمالی علی پور لے گئے۔ بہرحال ساتویں رمضان المبارک کو رات دو بجے ان کے بچوں کے ماموں عبدالغفار ملک نے ان کی وفات کی خبر دی، بندہ کا صبح ایک مقام پر فیصل آباد میں بیان طے تھا، تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ تشریف لے گئے اور اپنے قدیمی رفیق کی چارپائی کو کندھا دیا اور نماز جنازہ کی امامت کرائی، معلوم ہوا کہ وفات حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے ہوئی۔ اللہ پاک انہیں جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائیں اور بال بال مغفرت فرمائیں۔ آمین یاالہ العالمین۔ ☆☆☆

ESTD 1880
سو سال سے زائد بہترین خدمت
ABS
ABDULLAH BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar, Mithader, Karachi. Ph:2546455, Cell:0301-2352363

موت کی حقیقت

مرسلہ: ابوفضیل احمد خان

موت دراصل روح اور بدن کی مفارقت کا نام ہے، روح معدوم نہیں ہوجاتی، باقی رہتی ہے، صرف مقام کی تبدیلی آجاتی ہے۔

حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں: اگر انسان کے لئے سکرات الموت کے علاوہ اور کوئی خطرہ نہ ہوتا تو یہ سکرات کا خطرہ ہی اتنا ہولناک ہے کہ آدمی کی ساری زندگی بے کیف کردے، سکرات الموت میں کتنی تکلیف ہوتی ہے، اس کو صحیح طور پر محسوس وہی کرسکتا ہے جو اس سے دوچار ہوچکا ہو اور جن کو سامنا نہیں ہوا وہ معلومہ تکلیف پر قیاس کرکے یا مرنے والوں کا حال دیکھ کر ایک حد تک اندازہ لگا سکتے ہیں، دنیا میں جس قدر درد و الم ہیں، ان سب کی ابتدا بدن کے کسی نہ کسی حصے سے ہوتی ہے، اس سے کسی قدر اثر روح میں پیدا ہوتا ہے اور آدمی دکھ محسوس کرتا ہے تو ذرا اندازہ لگائیے کہ موت نام ہے روح کے دکھ کا تو اس عالم میں روح کی تکلیف کا کیا ٹھکانا ہوگا اور وہاں سے یہ دکھ پھیل کر بدن کے ہر ہر حصے کو متاثر کرتا ہے اور ہر حصہ اپنی قوت کھوتا چلا جاتا ہے، عقل مشوش ہوجاتی ہے، زبان کو یہ دکھ گونگی کرکے رکھ دیتا ہے اور ہاتھ پیر بے حس و حرکت ہوجاتے ہیں، اگر کہیں تھوڑی سی قوت رہ بھی جاتی ہے تو روح نکلتے ہوئے ایک ہچکی آجاتی ہے اور غرغرہ کی آواز پیدا ہوجاتی ہے، پھر بدن کے ہر حصے سے روح نکلنا شروع ہوجاتی ہے اور وہ حصہ ٹھنڈا پڑتا جاتا ہے، پہلے دونوں پیر پھر پنڈلیاں پھر ران پھر ہر عضو میں اینٹھن پیدا ہوتی ہے، بالآخر حلق تک روح پہنچ جاتی ہے، اس وقت اس کی نظر دنیا سے منقطع ہوجاتی ہے اور توبہ کا دروازہ بند ہوجاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: بندہ کے لئے توبہ کا موقع ہے جب تک اس کا غرغرہ شروع نہ ہوجائے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موت اور اس کی تکلیف تلوار کی تین سو ضربوں کے برابر ہے، ملک الموت کی صورت دیکھنا ایک دہشت انگیز اور اندوہناک منظر ہے جس سے ہر انسان کو گزرنا ہوتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق روایت ہے کہ آپؑ نے ایک مرتبہ ملک الموت سے پوچھا کہ آپ فاجر و فاسق آدمی کی روح قبض کرتے وقت کس شکل میں آتے ہیں، مجھے دکھایئے؟ ملک الموت نے کہا: آپ برداشت نہ کرسکیں گے، آپ نے فرمایا: اچھا جاؤ ملک الموت چلے گئے، تھوڑی دیر بعد حضرت ابراہیمؑ نے دیکھا کہ ایک نہایت سیاہ فام اور ہولناک صورت والا شخص کھڑا ہے، بال کانٹوں کی طرح کھڑے ہیں، بدن سے بدبو پھوٹ رہی ہے، منہ اور ناک سے دھواں اور آگ کے شعلے لپٹ رہے ہیں، حضرت ابراہیمؑ بے ہوش ہوگئے، جب ہوش میں آگئے تو ملک الموت اپنی شکل میں آگئے، آپ نے فرمایا: ملک الموت ایک فاجر شخص کو موت کے وقت تمہاری شکل ہی دیکھنے کی سزا دی جائے تو یہ اس کے لئے کافی ہے، پھر حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ کیا وہ شکل بھی آپ بتاسکتے ہیں، جس میں آپ ایک مومن صالح کی روح قبض کرتے ہیں؟ ملک الموت نے کہا: بہت اچھا، اٹھ کر چلا گیا اور جب واپس آیا تو ایک خوبصورت نوجوان خوش لباس و خوشنما نمودار ہوا، حضرت ابراہیمؑ نے کہا: اگر کسی مومن صالح کو آپ کی شکل ہی بطور انعام پیش کی جائے تو کافی ہے۔

دونوں کاتب فرشتے جو ہر انسان کے ساتھ متعین ہیں، موت کے وقت ان کا بھی دیدار ہوتا ہے، اگر نیک بندہ ہے تو اس سے کہتے ہیں: تمہیں اللہ اچھی جزا دے تم نے ہمیں اچھی مجلسوں میں بٹھایا، اچھے اعمال کا مشاہدہ کرایا اور اگر بندہ فاجر ہے تو اس سے کہتے ہیں: تمہیں اللہ اچھی جزا نہ دے تم نے ہمیں بُری مجلسوں میں بٹھایا اور بُری باتیں سنوائیں اور مرنے والا ان فرشتوں کی طرف دیکھتا ہوتا ہے۔

تیسری بات جو موت کے وقت پیش آتی ہے وہ یہ ہے کہ ہر شخص کو اس کا مقام دکھایا جاتا ہے، گناہگار کو جہنم کا مشاہدہ کرایا جاتا ہے اور مومن کو جنت میں اس کا مقام دکھلایا جاتا ہے۔

روح پرواز کرنے سے قبل ہی ملک الموت نیک بندے سے کہتا ہے: اے نیک بندے! اللہ کے دوست تجھے جنت کی بشارت ہو، اور بُرے بندے سے کہتا ہے: اے اللہ کے دشمن! تجھے جہنم کی بشارت ہو جیسے کہ حدیث پاک میں ارشاد ہے: تم میں سے کوئی شخص اس دنیا سے اس وقت تک باہر نہیں جاسکتا جب تک کہ اپنا ٹھکانا جنت یا دوزخ میں نہ دیکھ لے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک یہودی عورت آئی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے مجھے کھانے کو کچھ دیدو، اللہ تعالیٰ تمہیں فتنہ دجال اور قبر کے عذاب سے بچائے، جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہ ذکر آپؐ سے کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت مسجد تشریف لے گئے اور لوگوں کو جمع کرکے خطبہ فرمایا: خبردار فتنہ دجال سے ہر نبی نے امت کو خبردار کیا ہے اور رہا فتنہ قبر، تو میرے متعلق سوال ہوگا تفصیلات یہ ہیں کہ نیک شخص کو بڑے آرام اور اطمینان سے بٹھادیں گے

اور پھر سوال کریں گے اسلام کے متعلق اور اس سے شخص کے متعلق جو تم میں تھا وہ جواب دے گا اسلام ہمارا دین ہے اور وہ شخص نبی برحق ہے اور ہمارے پاس واضح دلیلیں لے کر آئے تھے اور ہم نے آپ کی تصدیق کی ان پوچھنے والے فرشتوں کے نام منکر نکیر ہیں۔

ترغیب وترہیب میں ہے:

''منکر نکیر آئیں گے اپنے ناخنوں سے زمین کو کھودتے ہوئے اور اپنے ہونٹوں سے زمین کو چباتے ہوئے اور کفار کے پاس ایسی حالت میں آئیں گے کہ آواز ایسی گڑگڑاہٹ والی ہوگی گویا بادل گرج رہے ہیں اور آنکھیں ایسی شعلہ بار گویا بجلیاں برسا رہی ہیں۔''

طبرانی اوسط کی روایت ہے:

''ان کی آنکھیں تانبے کی دیگوں کی طرح ہوں گی اور ان کے ناخن گائے بیل کے سینگوں کی طرح اور آواز گرج اور کڑک کی طرح ہوگی۔''

انسان جب بُرا ہوتا ہے تو اس کو قبر میں بٹھا دیا جاتا ہے، گھبراہٹ اور پریشانی کی وجہ سے بے ہوش سا ہوگا، جب اس سے سوال ہوگا تو کہے گا: ہاں دین اور اس شخص کے متعلق جو میں نے لوگوں سے سنا تھا وہی میں کہتا تھا۔

''اس کی قبر میں بختی اونٹوں کی طرح بڑے بڑے بچھو مسلط کردیے جائیں گے اور ننانوے اژدھے جو اسے قیامت تک ڈستے رہیں گے، اگر ان میں سے ایک بھی زمین پر پھونک مار دے تو ساری زمین ایسی خشک ہوجائے کہ اس میں کوئی چیز نہ اُگ سکے یہ سانپ اور بچھو اس کے ساتھ قیامت تک چمٹے رہیں گے۔'' ☆......☆......☆

ایک اُمّیؐ لقب اٹھا دنیا کی امامت کو

مفتی جمیل احمد نذیری

یادوں کا تسلسل ہے اور عالم تنہائی
میں خود ہی بنا اپنے اشکوں کا تماشائی
کس جوش و محبت میں پھر دل نے پکارا ہے
اُسی نام سے کانوں میں بجنے لگی شہنائی
جو اُن کا ہو شیدائی ہم اُس کے ہیں شیدائی
یہ ذہن ہمارا ہے فطرت یہی پائی
جس چیز نے بہتوں کی تقدیر بدل ڈالی
مجھ کو بھی میسر ہو وہ آہِ سحر گاہی
اس دل میں سوا تیرے اوروں کا گزر کیوں ہو
یہ عشق و محبت کی رسوائی ہے رسوائی
کچھ درد سا اٹھتا ہے کچھ ہوک سے اٹھتی ہے
پھر چلنے لگی ان کی یادوں کی ہے پروائی
ایک اُمّیؐ لقب اٹھا دنیا کی امامت کو
کچھ کام نہیں آئی داناؤں کی دانائی
اِک بحرِ محبت میں ڈوبے کا تکلم ہے
کیا پائے گی یہ دنیا جذبات کی گہرائی
جب آہنی پنجوں سے ہے موت نے للکارا
کام آ نہ سکی اُس جا سہرابی و دارائی
ہم عالمِ ہستی سے بیگانہ سے ہو اٹھے
جس وقت جمیلؔ ہم کو پھر اُن کی ہے یاد آئی

سہ ماہی ردّ قادیانیت تربیتی کلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں گاہے بگاہے ردّ قادیانیت پر تیاری کے لئے وفاق المدارس کے سند یافتہ علماء کرام کی سہ ماہی کلاس کا اہتمام کیا جاتا ہے

امسال: یکم ذوالقعدہ ۱۴۲۸ھ سے مجوزہ کلاس کا آغاز ہوگا

کلاس میں شرکت کے خواہش مند حضرات کا ''جیداً جداً'' میں وفاق کا سند یافتہ ہونا ضروری ہے۔ نیز اردو تعلیم میں میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔ شرکاء کورس کو قیام وطعام کے علاوہ 1000 روپے اعزازیہ بھی دیا جائے گا۔

ذوق مناظرہ اور شوق تبلیغ رکھنے والے نئے علماء کرام توجہ فرمائیں

☆......۲۵۔شوال المکرّم ۱۴۲۸ھ تک درخواست قلمی، سادہ کاغذ پر بھجوادیں۔

☆...... فوٹو کاپی سند وفاق المدارس، فوٹو کاپی سند میٹرک، فوٹو کاپی شناختی کارڈ ہمراہ درخواست لف کریں۔

رابطہ کیلئے: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی (مرکزی ناظم تبلیغ)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ ملتان، فون: 4583486-4514122، فیکس: 4542277

سلام زندہ باد | فرما گئے یہ ہادی لا نبی بعدی | ختم نبوت زندہ باد

26 ویں دو روزہ

سالانہ عظیم الشان

ختمِ نبوۃ کانفرنس

مسلم کالونی چناب نگر

بتاریخ

1 2 نومبر 2007

جمعرات - جمعۃ المبارک

زیرِ صدارت

مخدوم المشائخ حضرت اقدس مولانا خواجہ

خان محمد

صاحب مدظلہ

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مہمانِ خصوصی

نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضرت سید

نفیس الحسینی

صاحب مدظلہ العالی

عنوانات

- توحیدِ باری تعالیٰ
- سیرۃ خاتم الانبیاء
- مسئلہ ختمِ نبوۃ
- حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام
- عظمتِ صحابہ و اہلِ بیت
- اتحادِ امت

اور ردِ قادیانیت جیسے اہم موضوعات پر علماء، مشائخ قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے۔ اہل اسلام سے شرکت کی درخواست ہے

شعبہ نشر و اشاعت

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت چناب نگر تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ

ملتان: 061-4514122 چناب نگر: 047-6212611